اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---- 34
شمارہ نمبر ---- 12
جمادی الاول ۱۴۲۰ھ
ستمبر ---- 1999ء

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)

ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@psh.infolink.net.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/15 روپے سالانہ =/150 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

ترکی میں قیامت خیز زلزلہ قدرت کا تازیانہ عبرت

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت
زلزلے ہیں بجلیاں ہیں قحط ہیں آلام ہیں کیسی کیسی دختران مادر ایام ہیں (اقبالؒ)

گزشتہ دنوں ترکی میں رات کے تین بجے جب لوگ آرام سے سو رہے تھے ایک محشر بپا کرنے والے زلزلے نے ترکی کے در و دیوار ہلا کر رکھ دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پینتالیس ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے۔ اور کئی لاکھ افراد زخمی ہو گئے۔ اب تک تقریباً پندرہ ہزار افراد کی نعشیں نکالی جا چکی ہیں اور ملبے کے نیچے تیس سے پینتیس ہزار افراد کی نعشیں پڑی ہوئی ہیں۔ اس قدرتی آفت نے ترکی کو جھنجھوڑ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم سب اس آفت میں اپنے ترک بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اس امتحان پر بجز صبر و رضا کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ بھلا دست اجل کو کون روک سکتا ہے اور کون ہونی کو انہونی کر سکتا ہے۔ لیکن اس قدر ہلاکت خیز بربادی میں عظیم جانی و مالی نقصان پر ہر آنکھ پر نم ہے۔ متاثرہ علاقوں کی بربادی اور انسانی نعشوں کی تعداد دیکھ کر لمحہ بھر کیلئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا اس رات آسمان زمین پر گر پڑا ہو اور زندگی دم توڑ گئی ہو۔ مسلمانوں کی اس عظیم تعداد کی ہلاکت اور ضیاع پر تو نبض کائنات بھی رک گئی ہو گی لیکن افسوس کہ عیش و آرائش میں پلے ہوئے مسلمانوں کے دلوں میں خوف خدا تک نہ آیا۔ زندگی کے عیش و طرب کے ماحول میں ڈوبی ہوئی امت مسلمہ اس مرگ انبوہ کی صدا پر ایک لمحے کیلئے بھی نہ چونکی ان کیلئے یہ فقط ایک حادثہ تھا ایک آبگینہ کے ٹوٹنے کی صدا تھی یا ایک آبلہ ءپا کے پھوٹ بہنے جتنا درد تھا یا صرف جلتے توے پر رقص سپند کے سوا شاید کچھ بھی نہیں تھا۔

عالم اسلام کو اس عظیم نقصان پر بجز چند تعزیتی کلمات کے اور کیا کرنا چاہیے تھا....؟

آج اس تباہی و بربادی پر عالم اسلام میں کہیں بھی سوز و غم کی فضا نہیں پائی جاتی کیا عبرت اور سبق حاصل کرنے والی آنکھ کیلئے اس حادثہء فاجعہ پر چند آنسو گرانے کا حق نہیں کیا اس سے عبرت حاصل کرنے کا مقام نہیں؟ کیا اس قیامت پر دل مسلم میں کوئی درد اٹھا ہے؟ ہر گز نہیں قدرت کی اس قدر سخت گرفت پر بھی مسلمانانِ ترکی تڑپے ہیں اور نہ ہی عالم اسلام کے مسلمان لرزے ہیں۔

غافل مسلمانو! یہ حادثہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی واضح علامت ہے کہ ان بطش ربك لشديد خسف و مسخ کی یہ داستاں بیسویں صدی کے مسلمانوں کیلئے قدرت کی آخری وارننگ ہے کہ سدھر جاؤ اور صراط مستقیم پر آجاؤ قرآن و سنت کو پس پشت طاقوں میں رکھنے والو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں اپنی زندگی سنوارو۔ جمود، سستی، غفلت، خوف، بزدلی اور کم ہمتی ہر گز تمہارا اشعار نہیں رہا۔ اس صدی میں کم از کم تین بار سیکولر ترکی کو قدرت نے جھنجھوڑ کر جگانے کی کوشش کی لیکن ترکی کی بیوروکریسی مذہب بے زار فوج اور عیاش عوام نے ہر بار ان تنبیہوں کو در خور اعتنا نہیں سمجھا۔

قارئین کرام! ترکی میں ۱۹۲۴ میں خلافت اسلامیہ کی قبا چاک کی گئی ہزاروں علماء کو تختہ دار پر لٹکایا گیا اور ہزاروں پابندِ سلاسل کیے گئے۔ دینی مدارس اور قرآن سکھانے والے مکاتب پر مکمل بندش لاگو کی گئی۔ معاشرے میں علماء سے سخت نفرت کا اظہار کیا گیا۔ اسلام پسند جماعت کو جمہوری نظام کے تحت کامیابی حاصل کرنے کے بعد بھی اقتدار سے محروم رکھا گیا ملک میں قرآن و سنت کے احکامات کے نفاذ پر پابندی لگادی گئی اور ابھی حال ہی میں ایک باحیا و باکباز رکن پارلیمنٹ خاتون کو پردہ کرنے کے جرم میں ترکی کی شہریت سے بھی محروم کر دیا گیا۔ اور اس کے خلاف وزیر اعظم بلند ایجوت نے فاحشہ عورتوں کیساتھ ملکر احتجاجی مظاہرہ کیا اور گزشتہ مہینے چھتیس افراد کو محض قرآن کی بلند آواز میں تلاوت کرنے پر جیل بھیج دیا گیا۔ اور عربی زبان و رسم الخط پر بھی مکمل پابندی لاگو کی گئی اور ترک زبان کے حروف تہجی رومن حروف میں تبدیل کئے گئے۔ اسی ترکی میں قائم امریکی اڈوں سے عراق کے معصوم اور نہتے عوام پر بمباری کا سلسلہ جاری ہے۔ تو اس ملک پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کے علاوہ آسمان سے داد تحسین کے پھول تو نہیں برسیں گے۔ فجعلنا هم

سلفا و مثلاً للآخرین ہم سب کیلئے اس زلزلے میں عبرت و نصیحت کے دفتر موجود ہیں۔ بہر حال ہم اس عظیم آفت پر اپنے ترک بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں اس موقع پر استاذی جناب فانی صاحب کے اشعار جو ہمارے دلی کرب کی ترجمانی کرتے ہیں۔ پیش خدمت ہیں ؎

اک صف ماتم بچھی ہے اس محیط ارض پر آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
گلستان دھر پر گویا چلی باد سموم اور بزم کہکشاں ہے دیکھ پژمردہ جبین
قلزم حسرت میں ڈوبی ہے یہ ساری کائنات نالہ ریز و نوحہ زن ہے حسرتا چرخ بریں
شق گریبانِ جگر ہے دامنِ دل تارتار ہر طرف ہے شور گریہ ہر نفس اندوگیں
عالم اسلام ہے ماتم کناں باخونِ دل اف قیامت اک بپا ہے آج برروئے زمیں

☆☆ ☆☆ ☆☆

امیر المومنین ملا محمد عمر پر امریکہ اور شمالی اتحاد کا شرمناک حملہ

تحریک طالبان کے روح رواں عظیم قائد اور بیسویں صدی کے عظیم اسلامی انقلاب کے بانی اور مرد قلندر ملا محمد عمر پر گزشتہ ہفتے بزدل امریکہ اور اسکے حواری مسعود اور شمالی اتحاد نے انکی رہائش گاہ کے باہر بارود سے بھرے ٹرک کے ذریعے رات کے اندھیرے میں ان پر حملہ کیا اس حملے میں امیر المومنین مدظلہ 'تو الحمد اللہ نصرت خداوندی کے باعث صحیح سلامت رہے۔ لیکن اس حملے میں تحریک طالبان کے دس معصوم دینی مدرسوں کے طالب علم شہید ہو گئے۔ اور امیر المومنین مدظلہ 'کے گھر کو بھی جزوی نقصان پہنچا۔ تحریک طالبان کے خلاف یہ حملہ نئی سازش نہیں ہے بلکہ اس سے قبل بھی امریکہ افغانستان پر براہ راست میزائلوں کے ذریعے حملہ آور ہو چکا ہے ۔ اور شمالی اتحاد جسے امریکہ سمیت پورے عالم کفر کی سرپرستی حاصل ہے نے بھی متعدد سازشوں کے ذریعے ملا محمد عمر اور اس کی اعلی قیادت کو ختم کرنے کی کئی ناکام کوششیں کی ہیں۔ لیکن

٦١٢

ہر بار تائید غیبی اور امت مسلمہ کی دعاؤں کی بدولت یہ شمع حق گل نہ ہو سکی۔ ہم امریکہ اور اسکے حواریوں کی اس شرمناک تازہ جارحیت پر اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اگرچہ امریکہ نے اس حملے میں ملوث ہونے سے انکار کیا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس میں امریکہ کی مکمل سرپرستی اور ڈالروں کی قوت کارفرما تھی۔ امریکہ طالبان کی تازہ فتوحات کو اس حملہ کے ذریعے روکنا اور شمالی اتحاد کو تقویت پہنچانا چاہتا تھا اور تحریک طالبان جن اہم ستونوں پر قائم ہے انکو گرانا مطلوب تھا۔ کچھ عرصہ قبل کلنٹن نے واضح الفاظ میں ملا محمد عمر کو دہشت گرد اور بہت برا بھلا کہا ہے۔ اسی کیساتھ امریکی نائب وزیر خارجہ انڈر فریتھ نے بھی تحریک طالبان کی قیادت کو کھلی دھمکیاں دیں ہیں۔ یہ حملہ انہی کا تسلسل ہے چنانچہ امریکہ کے اس دھمکی آمیز رویہ کیخلاف جمعیت علماء اسلام کی دونوں قوتوں نے ملک بھر میں امریکہ کی متوقع جارحیت کے خلاف بھرپور احتجاجی عوامی مہم شروع کی۔ پوری قوم امریکہ اور اسکے کاسہ لیس اور کٹھ پتلی حکمرانوں کے خلاف شعلہ جوالہ بن گئی اسی آنچ کی حدت کی بدولت بزدل امریکہ کو براہ راست حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی لیکن شمالی اتحاد کے کرائے کے فوجیوں کے ذریعے اس نے یہ حملہ کروایا مگر امریکہ اور شمالی اتحاد امیر المومنین ملا محمد عمر تحریک طالبان اور عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔ ہم بارگاہ خداوندی میں امیر المؤمنین کی سلامتی و عافیت و نصرت عطا کرنے پر شکر گزار ہیں۔ کہ اس نے امت مسلمہ کے دلوں کو تازہ ولولہ عطا کرنے والے مرد کوہستانی کو امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کو بحال کرنے کے لئے زندہ اور صحیح سالم رکھا۔ اور جو معصوم طلباء شہید ہوئے ہیں ان کی مغفرت کے لئے اسی سے دعا گو ہیں۔

ہم یہاں پر حکومت پاکستان کی بھرپور مذمت کرتے ہیں کہ اس نے اس حملے پر نہ افغان حکومت سے ہمدردی کا اظہار کیا اور نہ ہی اس حملے کی مذمت کی ہے۔ اور اس پر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے دوبارہ وسیع البنیاد حکومت کا امریکی راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تازہ شرارت اعلان واشنگٹن کا ایجنڈا ہے جس کے پایہ تکمیل کا ٹھیکہ نواز شریف کو سونپا گیا ہے۔ حکومت پاکستان اور ہماری وزارت خارجہ کی پالیسیوں پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے کہ ایک طرف

تو انہوں نے طالبان حکومت کو تسلیم کیا ہوا ہے اور ان کی تھوڑی بہت سپورٹ بھی کر رہے ہیں لیکن ساتھ ہی امریکہ اور عالم کفر کی شہہ پر اس حکومت کو کمزور کرنے کے لئے بار بار وسیع البنیاد حکومت مسلط کرنے کی کوششیں بھی ہو رہی ہیں۔ اس سے قبل سکس پلس ٹو میں افغان حکومت نے ان کا یہ فارمولہ مسترد کر دیا ہے کیونکہ انکی حکومت میں فارسی وان' ازبک' تاجک اور دیگر اقوام کے نمائندے پہلے سے ہی اعلیٰ عہدوں پر متمکن ہیں۔ طالبان حکومت سابق کمیونسٹوں کو اپنے اقتدار میں کیسے شامل کرلیں؟ امریکہ اور پاکستان کی یہ خواہش ہے کہ قاتلوں اور مقتولوں کو ایک میز پر جمع کیا جائے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا وسیع البنیاد حکومت کا یہ مطلب ہے کہ سفاک قاتلوں کو مظلوموں کے ساتھ شریک اقتدار کیا جائے؟ کیا خود نواز شریف ایک لمحے کیلئے بینظیر یا دوسری مخالف جماعتوں کو اپنے اقتدار میں شریک کرنے پر آمادہ ہونگے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر تحریک طالبان کو کس قانون کے مطابق اور کس اصول کے تحت اس شراکت کے لئے مجبور کیا جارہا ہے؟ گزشتہ دنوں طالبان کو عظیم الشان فتوحات نصیب ہوئیں اسکے ساتھ تھوڑا بہت نقصان بھی انہیں اٹھانا پڑا تو اس پر ایران کے وزیر خارجہ نے کہا کہ حکومت پاکستان کو اس شکست کا مزا ہم نے چکھادیا ہے اور اسکے ساتھ وزیر خارجہ نے تحریک طالبان کا تمسخر بھی اڑایا۔ اس پر ہماری وزارت خارجہ اور حکومت خاموش رہی۔ پھر ایران میں پاکستان کی ایمبیسی پر فائرنگ کی گئی اور تہران کے دورے پر گئے ہوئے وزیر داخلہ کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں لیکن ہماری وزارت خارجہ انکے سامنے بھیگی بلی بنی رہی کیا ایسے بے حمیت حکمرانوں کو اقتدار میں رہنے کا جواز اب بھی باقی ہے؟ کیا وہ وقت نہیں آن پہنچا کہ علما سارے اختلافات بھلا کر یک جاں ہو کر ان امریکی کٹھ پتلیوں کو اپنے آقا سمیت پاش پاش کر دیں۔ ہم امریکہ اور شمالی اتحاد کی اس شرمناک جسارت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

امیر المومنین کی درخواست پر دارالعلوم حقانیہ کی ہنگامی تعطیلات اور عالمی پریس اور ایران کی شرانگیزی

۲۹ جولائی کو دارالعلوم حقانیہ کو ہنگامی بنیادوں پر دو ہفتوں کے لئے امیر المومنین ملا محمد عمر

کی درخواست پر بند کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین نے حضرت مہتمم مدظلہ کے پاس قندہار سے ایک خصوصی وفد بھیجا۔ اور انکے ہاتھ ایک اہم پیغام پہنچایا گیا۔ حضرت مہتمم مدظلہ نے اساتذہ کے مشورے کے بعد افغانی طلباء کو تحریک طالبان کی ہر ممکن امداد کیلئے افغانستان جانے کی اجازت دے دی۔ دراصل ان دنوں طالبان کی بہادر افواج نے عالمی استعمار کے ایجنٹ شمالی اتحاد پر طوفانی یلغار کی ہوئی ہے۔ تاکہ اس شجر خبیثہ کا قلع قمع ہو سکے۔ اس سے قبل بھی دارالعلوم حقانیہ کئی بار تحریک طالبان کی درخواست پر اپنے اسباق اور نظام اوقات کی قربانی دے چکا ہے۔ اسی کے ساتھ حضرت مہتمم مدظلہ نے صوبہ سرحد کے دیگر مدارس کے مہتممین حضرات سے تعطیلات کرانے کی درخواست کی۔ اور الحمدللہ تمام مدارس نے مکمل یک جہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مدارس بند کردیئے۔ لیکن اس کے بعد عالمی پریس اور دشمن دین عناصر نے دارالعلوم حقانیہ اور دیگر مدارس کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کردیا۔ کہ یہ طلباء کیوں افغانستان گئے ہیں اس سلسلے میں ریڈیو ایران نے تین دن مسلسل دارالعلوم اور حضرت مہتمم مدظلہ کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ اسی طرح ایوان بالا سینٹ میں دین اور وطن دشمن جماعت اے این پی اور دیگر لادین ممبران نے حکومت سے شدید احتجاج کیا۔ اور پیپلز پارٹی کی مذہب بیزار اور مغربی تہذیب کی دالدادہ اور ترجمان چیئر پرسن بے نظیر بھٹو نے بھی دینی مدارس اور مذہبی لیڈروں کے خلاف امریکہ میں بیٹھ کر اخباری کالم لکھا۔ اس کے علاوہ دیگر ذرائع نے بھی اس اقدام کی مخالفت کی لیکن الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت علماء اسلام کی طالبان سے وابستگی اور نصرت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم نے سپرپاور سوویت یونین کو پاش پاش کیا ہے۔ اور دنیا میں پہلی مکمل اسلامی حکومت قائم کرنے کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اور دنیا بھر میں امریکی دہشت گرد کی چودھراہٹ کو للکارا ہے۔ اور مسلمانوں کے عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کی اسوقت سے حمایت اور ساتھ دیا ہے جس وقت اسامہ بن لادن ایک عام عرب مجاہد تھے۔ الحمدللہ ہمیں فخر ہے کہ دارالعلوم حقانیہ نے علم و آگاہی کی ترویج کے ساتھ ساتھ سیف و سنان کا محاذ بھی سنبھالا ہے۔ ان قوتوں کو اس لئے مروڑ اٹھ رہا ہے کہ اب ان دینی جماعتوں اور مدارس کا بڑھتا ہوا اثر انکے مفادات اور اقتدار کے لئے ایک اژدہا بن گیا ہے۔ ان

شاء اللہ افغانستان میں جلد ہی مکمل اسلامی حکومت کا نفاذ ہونے والا ہے اور ساتھ ہی ساتھ پڑوسی ملک پاکستان میں بھی اس کے اثرات سے ایک پرامن اور اسلامی انقلاب جنم لینے والا ہے۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

دارالعلوم کے ناظم دفتر جناب محمد ابراہیمؒ کا انتقال

ابھی سابق ناظم مولانا گل رحمانؒ کی جدائی کے غم کی کسک باقی تھی کہ گردش دوراں نے گلشن دارالعلوم کو ایک بار پھر خزاں آلودہ کر دیا۔ دارالعلوم کے ناظم دفتر جناب محمد ابراہیمؒ صاحب کے اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے' انتقال نے ہر شخص کو غمزدہ کر دیا۔ مرحوم ایک عرصہ سے دارالعلوم کے دفتر کے ساتھ وابستہ تھے اور مرحوم ناظم مولانا گل رحمانؒ کے معاون کے طور پر بھی کام کرتے تھے۔ پھر جب ناظم صاحب فالج کی وجہ سے گھر چلے گئے تو ان کی جگہ آپ کا تقرر ہوا۔ آپ انتہائی امانت دیانت اور ایمانداری کیساتھ حساب وکتاب اور آمد و خرچ کے متعلق مختلف رجسٹروں میں اندراجات کرتے۔ اپنی مہارت کی وجہ سے انتہائی پیچیدہ حسا بات منٹوں میں حل کرتے۔

سانحہ وفات کے دن آپ چار بجے تک دفتر میں مصروف رہے۔ اسی روز حضرت مہتمم صاحب مدظلہ' نے چند علماء مدعو کئے تھے آپ نے ان کے لئے ضیافت کا بندوبست کیا اور پھر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ' سے رسیدوں پر دستخط لئے۔ جب ان تمام امور سے فارغ ہوئے تو اپنی حافظہ بچی کو لیکر پشاور چلے گئے' کیونکہ وہاں پر آپ کی بچی مدرسہ البنات میں قرآن پاک پڑھاتی ہیں۔ پشاور میں اپنے بھتیجے مولانا غلام رسول حقانی کے گھر میں داخل ہوئے۔ تو سیڑھیوں کے پاس ہی آپ پر دل کا دورہ پڑا۔ ابتدائی طبی امداد پہنچائی گئی۔ مگر ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ ان کو ہسپتال لے جائیں۔ ہسپتال جاتے ہوئے راستہ ہی میں آپ نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ مرحوم انتہائی علم دوست اور علم پرور انسان تھے۔ آپ نے اپنے بچوں' بچیوں بھتیجوں اور بھانجوں کو حصول علم کیلئے وقف کر دیا تھا۔ اور یہ انکی محنت کا ثمر ہے کہ انکے بچے علماء فضلاء اور حفاظ و قراء ہیں۔

وفات سے ایک روز قبل فرمایا کہ کاش میری اتنی استطاعت ہوتی کہ بغیر تنخواہ کے

دار العلوم کی خدمت کر سکتا۔ ان شاء اللہ آپکی یہی باقیات صالحات رفع درجات کا موجب ہونگی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان مولانا غلام رسول حقانی' قاری ولی اللہ' مولانا حافظ عبد المنعم ودیگر اہل خانہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ .... آمین

مولانا عبید اللہ چترالیؒ کی شہادت

دار العلوم حقانیہ کے جلیل القدر فاضل جمعیت علماء اسلام کے نڈر اور بے باک رہنما مولانا عبید اللہ چترالی گزشتہ دنوں اپنے آبائی گاؤں چترال میں شہید کر دیئے گئے اس خبر وحشت اثر سے تمام ملک میں بالعموم اور صوبہ سرحد' شمالی علاقہ جات میں بالخصوص غم واندوہ کی لہر اٹھی۔ مولانا نہ صرف ایک نڈر اور بہادر سپاہی تھے بلکہ آپ ایک جیدّ عالم دین' شعلہ بیان مقرر' آتش نوا خطیب اور کامیاب مصنف بھی تھے۔ دوران تعلیم آپ نے شمالی علاقہ جات میں آغا فانی سرگرمیوں کا نوٹس لیا تھا اور انکی ملک دشمن اور اسلام دشمن ریشہ دوانیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا اسی حریت فکر اور حرارت ایمانی کی پاداش میں ضلع بدر اور علاقہ بدر کر دیئے گئے اور کئی بار پابند سلاسل بھی ہوئے لیکن آپکے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ آغاخانی فرقہ کی حقیقت خاصیت آپ نے قلم کے ذریعہ بھی واضح کی تھی یہی وجہ ہے کہ آغاخانی آپکی جان لینے پر تلے ہوتے تھے لیکن انکو موقع نہیں مل رہا تھا بالآخر گھریلو زمینی تنازع کو آڑ بنا کر آپ شہید کر دیئے گئے مگر معاملہ اتنا آسان نہیں کہ دبایا جاسکے۔ بلکہ آپ کی شہادت آغاخانی اور صیہونی سازش کا ایک تسلسل ہے ہم حکومتِ وقت پر واضح کرتے ہیں کہ اس قتل کے پسِ پردہ محرکات واشگاف کئے جائیں اور اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جائے ورنہ بصورت دیگر انتقامی کاروائی میں چترال کے غیور عوام اور ہزاروں علماء حق بجانب ہونگے۔

شیخ الحدیث مولانا عبد الرشید نعمانیؒ کی رحلت

گزشتہ ماہ برصغیر کے مشہور محقق علم اسماء الرجال میں اتھارٹی کی حیثیت رکھنے والی شخصیت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرشید نعمانیؒ بھی ہم سے جدا ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت نعمانی صاحبؒ علم وفضل کے ایک روشن مینار تھے جس کی ضوافشانی سے برسوں علماء اور فضلاء استفادہ کرتے رہے ہیں۔ آپ زندگی بھر مسند تدریس اور میدان تحقیق وجستجو سے

وابستہ رہے آپ کئی دقیع کتابوں کے مصنف موءلف تھے ان میں مشہور کتاب ''سنن ابن ماجہ'' پر تحقیقی شرح ''ماتمس الیہ الحاجہ'' اور اردو زبان میں ابن ماجہ اور علم حدیث ہیں اسکے علاوہ بھی مختلف موضوعات پر آپ کے رشحات قلم سے مقالات ومضامین مصہ شہود پر آئے۔ آپؒ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے درجہ تخصص فی الحدیث کے کئی سالوں تک بحیثیت مشرف ونگران رہے۔اس کے علاوہ ملک کی ممتاز یونیورسٹیز میں آپ نے گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔

علم وفضل کی مختصر مجلس حضرت نعمانیؒ کی جدائی سے اور بھی سمٹ گئی ہے۔آپ بقیۃ السلف اور یادگار اسلاف تھے۔باوجود ضعف وپیرانہ سالی چہرے کی چمک دمک انتہائی دلکش تھی افسوس کہ گلستان علم وفضل کا مہکتا گلاب اور آسمان تحقیق وتدریس کا بدر کامل بھی افق فنا میں غروب ہو گیا۔　دیکھو جسے ہے راہ فنا کی طرف رواں　تیرے محل سرا کا یہی راستہ ہے کا؟

حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویشؒ کا سانحہ ارتحال

جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے جلیل القدر استاد اور علمی ودینی حلقوں میں معروف شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد دل درویشؒ صاحب گزشتہ دنوں عالم اسلام کے اسلامی انقلابی ہیڈ کوارٹر قندہار میں حرکت قلب بند ہو جانے سے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد کو سوگوار چھوڑ کر اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم عمر بھر جامعہ بنوری ٹاؤن سے وابستہ رہے۔اور محدث عصر مولانا بنوری قدس سرہ کی شاگردی اپنانے کے بعد انہی کے ہو گئے۔اور تادم واپسیں اپنے مادر علمی بنوری ٹاؤن میں تدریس اور نظامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔اسی عرصہ میں ہزاروں طلبہ نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ نظم ونسق میں پورے کراچی میں آپ کا ثانی نہیں تھا۔زمانہ طالب علمی میں راقم کی خوش نصیبی تھی کہ آپکی توجہات اور کڑے ڈسپلن کے زیر سایہ ان کے ہاسٹل (قدیمی دار الاقامہ) میں رہا۔وہیں انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔لیکن اس وقت انہیں بہت سخت گیر اور اصول پسند پایا بعد میں جب الحق کی ادارت کی بھاری ذمہ داریاں اس ناکارہ اور خاکسار کے کاندھوں پر پڑیں اور الحق میں مستقل خامہ فرسائی کی سعی کرنے لگا، تو آپ کی سخت گیر شخصیت ایک مشفق ہستی کی صورت میں نمودار ہوئی۔ ہمیشہ ہی میری

سرپرستی فرماتے رہے۔

اٹھتے جاتے ہیں اب اس بزم سے ارباب نظر گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کو بڑھانے والے

شعر وادب کے ساتھ آپ کو خصوصی دلچسپی تھی بلکہ خود بھی بہترین شاعر تھے۔ اور درویش انکا تخلص تھا' ہمارے استاد مولانا محمد ابراہیم فانیؔ صاحب مدظلہ کے ساتھ شعر وادب ہی کے حوالے سے خصوصی تعلق رہا۔ تدریس وافتاء کے علاوہ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں بعض پشتو زبان میں بنام دپیغمبر موبنز' القول السدید شائع ہو چکے ہیں اور بعض اردو زبان میں بنام فقہی پہلیاں وغیرہ منظر عام پر آچکی ہیں۔

فتح کابل کے موقع پر آپ کیساتھ سفر میں اتفاقاً رفاقت نصیب ہوئی اس سفر میں میرے مشفق اور مربی استاد حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ بھی ہمراہ تھے پورے سفر میں آپکے علمی نکات پر برجستہ اشعار اور برمحل لطائف سے طویل سفر کی تھکاوٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اور کابل میں تین چار دن تک آپکے ساتھ رہنے کا موقعہ ملا۔ آپکی وفات سے ایک ہفتہ قبل میں والد صاحب مدظلہ کے ساتھ مادر علمی بنوری ٹاؤن حاضر ہوا۔ تو آپکے بارے میں خصوصی طور پر دریافت کیا بدقسمتی سے جلدی میں آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ابھی اسی کا افسوس کر رہا تھا کہ آپکی وفات کی خبر نے ہلا کر رکھ دیا۔ افسوس کہ جنازے کی اطلاع بروقت نہ مل سکی۔ اور یوں آخری دیدار سے بھی محروم رہا۔

مرحوم نے واقعی صفتِ درویش کے مصداق درویشانہ زندگی گزاری۔ جہاد سے خصوصی دلچسپی تھی کئی محاذوں پر آپ خود بھی شریک ہوئے تحریک طالبان پر آپ تن من اور دھن سے فدا تھے۔ مرنا بھی اسی جہادی سرزمین میں نصیب ہوا۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا

ادارہ الحق اور دارالعلوم حقانیہ مولانا مرحومؒ کے پسماندگان اور جامعہ العلوم الاسلام کے مدرسین و طلبہ اور ارباب اہتمام کیساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ع آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

ہزاروں لاشیں

مشرقی ترکی میں زلزلہ

آج سے تینتیس سال قبل اسی شمالی ترکی میں ایک ہولناک زلزلہ آیا تھا اس وقت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے یہ اہم تحریر (اداریہ) لکھی تھی جو موقع محل اور زلزلہ کی ہلاکت آفرینیوں اور نشان عبرت و موعظت کے اعتبار سے حالیہ زلزلہ پر چسپاں ہے اور ہمیں دعوتِ فکر دے رہی ہے۔ درس عبرت حاصل کرنے کے لئے اسے مکرر شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

مشرقی ترکی میں زلزلہ آیا اور کتنی ہولناک تباہی و بربادی ساتھ لیتے آیا۔ بیس لاکھ افراد بے گھر ہوئے، سینکڑوں بستیاں پیوند خاک ہوئیں۔ صرف ایک شہر وارتو میں دو ہزار لاشیں تادمِ تحریر ملبے سے نکالی جاچکی ہیں اور مزید لاشیں مل رہی ہیں، پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گئے، زمین جگہ جگہ دھنس گئی۔ مواصلات اور امدادی نظام درہم برہم ہوا اور آخری خبروں تک زلزلے کے جھٹکے آرہے ہیں۔

یہ داستانِ عبرت نہ تو قومِ عاد و ثمود کی ہے اور نہ لوطؑ و سدوم کی بستیوں کی بربادی کا ذکر ہے، بلکہ اسی ہفتہ کے اندر ایک اسلامی ملک کا جہاں سارے مسلمان ہی مسلمان بستے ہیں اور اس سے پہلے پاکستان اور بھارت میں زلزلہ آیا، یوگوسلاویہ اور جاپان بھی لرز اٹھے، تاشقند کی زمین تو ایسی لرز اٹھی ہے کہ سکون کا نام ہی نہیں لیتی۔ یہ حال تو قدرت کے ایک تازیانے (زلزلے) کا ہے۔ ورنہ ہلاکت آفرینیوں کا ایک تانتا ہے جس نے سارے کرہ ارضی کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا ہے۔ اور ظھر الفساد فی البر وا لبحر بما کسبت ایدی الناس (الایۃ) کا منظر عیاں ہے مگر ہائے ہماری غفلت کیشی کا یہ حال کہ چونکتے تک نہیں۔ قدرت کے قانون مکافات عمل سے جتنی بے پرواہی اس ''حیوانی دور'' میں برتی جارہی ہے اس سے پہلے کی سرکش اور باغی قوموں میں شاید اسکی مثال نہ

ملے، ہم اپنی بربادیوں کے رشتے اسباب و علل سے جوڑتے ہیں مگر مسبب الاسباب پر نہیں پڑتی، حالانکہ اس تمام خانماں بربادی کا سرچشمہ ہم خود ہی تو ہیں، یہ ہمارے اعمال بد کا ظہور ہی تو ہے "وہ" جن کیلئے اسلام نے ایک فرد کی موت کو بھی سب سے بڑا واعظ قرار دیا تھا، انکے سامنے قوموں کی قومیں صفحہ ء ہستی سے مٹ رہی ہیں، مگر عین عذاب کیوقت بھی مسجد کی طرف نہیں بلکہ سینماؤں کی طرف دوڑتے ہیں۔ ترکی میں صبح کے بعد شام کو پھر زلزلہ آیا، مگر اس وقت بھی سینما ہال بھرے ہوئے تھے، اور صرف ایک ہال میں دو سو افراد زلزلے سے تباہ ہوئے۔ کیا صبح کا تازیانہ بھی انہیں جھنجھوڑ نہ سکا---؟ انا لله وانا اليه راجعون

شقاوت اور بدبختی کے تسلط کا اگر یہی عالم رہا تو شاید اسرافیل کی سیٹیاں بھی ہمیں خواب غفلت سے بیدار نہ کرسکیں اور یہ زلزلے اور طوفان تو خود مخبر صادق و مصدوق ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق قیامت کے الارم ہیں، قدرت کی تلوار جب نیام سے باہر ہو جائے (العیاذ باللہ) تو دنیا بھر کے ہلال و صلیب کی سوسائیٹیاں اور امدادی ادارے اسکا مقابلہ نہیں کرسکتے، تلوار چلانے والے کے دامن میں پناہ لو ورنہ بالآخر تمھارا نام و نشان تک اس عالم خاکی سے مٹا دیا جائیگا--- جابر اور قاہر قومیں تم سے پہلے یہاں آباد تھیں، مگر اب انکی بھنک بھی تمہارے کانوں میں نہیں پڑتی۔

وكم اهلكنا قبلهم من قرنٍ هل تحسس منهم من احداٍ وتسمع لهم ركزا۔ ہم نے اس سے پہلے کئی جماعتیں ہلاک کیں تم ان میں سے کسی کی آہٹ پاتے ہو یا سنتے ہو ان کی بھنک۔

سنا ہے انہیں دنوں ترکی کا ایک وفد پاکستان کا دورہ اس غرض سے کر رہا ہے کہ یہاں "خاندانی منصوبہ بندی" کے کام کا جائزہ لیکر اسے اپنے ہاں اپنائے مگر قدرت کیطرف سے اس عذاب کی شکل میں جو "منصوبہ بندی" ہوئی--- کاش! اس قدرتی پلاننگ سے ہماری آنکھیں کھل جائیں۔ اور وفد جن لوگوں سے سبق سیکھنے آیا ہے، سبق دینے والوں کو خود اس "حادثہ ء فاجعہ" سے سبق مل جائے کہ "قانون پاداش عمل" سب سے بڑی منصوبہ بندی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم کرے۔ اللهم لا تهلكنا فجاءةً و اذا ارذت بقوم فتنةً فاقبضنا غير مفتونين۔

☆☆☆☆☆☆☆

درس ترمذی شریف

افادیت : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء انهشو اللحم نهشاً

ترجمہ الباب۔ گوشت نوچ کر کھانا۔ یعنی گوشت دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا کرو۔

حدثنا احمد بن منيع ثنا سفيان بن عيينه عن عبدالكريم ابى امية عن عبدالله بن الحارث قال زوجنى ابى فدعا (اناسا) فيهم صفوان بن امية، فقال ان رسول الله ﷺ قال انهشوا اللحم نهشاً فانه ا هنا وامرا. ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میرے والد نے میری شادی کے موقع پر دعوت کا اہتمام کیا جس میں صفوان بن امیہؓ بھی شامل تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو۔ کیونکہ یہ اسی طرح کھانے سے زیادہ لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے۔

باب کی غرض انعقاد یہ بتانا ہے کہ ہڈی پر جو گوشت لگا ہوتا ہے اس کو دانتوں کیساتھ نوچ لینا چاہیے، یہ حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے۔ عجمی متکبرین کو اس سے نفرت تھی مسلمانوں کو عجمی متکبرین کے فضائل اور ان کی عادات نہیں اختیار کرنی چاہیے۔ یہ متکبرین چھری کانٹے سے گوشت نوچتے رہتے ہیں یا ہاتھوں سے اور ہاتھوں کی انگلیوں سے جتنا ممکن ہو سکے گوشت لے لیتے ہیں منہ سے ہڈی پکڑنا اور دانتوں سے نوچنا وہ اسے اپنے لئے عیب اور عار سمجھتے ہیں۔

قال الهسو اللحم نهشا فانه اهنا وامرا نهس (بالسين المهملة) بھی آیا ہے اور نهش (بالسين المعجمه) بھی آیا ہے جب نہس (سین کے ساتھ) بولا جائے تو معنی اخذه باطراف الاسنان ہے اور جب نهش (شین کے ساتھ) بولا جائے تو معنی اخذه بجیع الاسنان ہے باضراسہ ہے۔ امام اصمعی نے دونوں کا ایک ہی معنی بتایا ہے وهوا لقبض على اللحم بالفم

وازالته عن العظم یعنی منہ سے گوشت کو نوچ کر اسے ہڈی سے الگ کرنا۔ ہڈی کو منہ سے پکڑنا اور گوشت کو دانتوں سے نوچنا اس میں عیب ،اور عار کی کوئی بات نہیں ہے جب ہڈی پر گوشت موجود ہے اور گوشت کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں تو اسے کھائے اور نوچے بغیر نہ چھوڑیں کہ اصل لذت اور برکت اسی صورت میں ہے جو ہڈی پر لگا ہوا ہے البتہ جہاں گوشت ہی گوشت ہو دعوت کا اہتمام ہو اونٹ کا اونٹ اور سالم دنبہ پڑا ہوا ہو (بڑے بڑے ٹکڑے پڑے ہوں) تو وہاں سنت یہ نہیں ہے کہ آدمی ایک بڑی ہڈی اٹھا کر بیٹھ جائے اور گوشت کی چورن چوستا رہے یا سارا وقت ایک ہڈی ہی کے نوچنے پر صرف کردے۔

شریعت نے تو ہر چیز میں اعتدال کا حکم دیا ہے سلیقہ 'اخلاق اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے اگر گوشت کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں ہیں اور گوشت کے ریشے اور ٹکڑے ہڈی پر باقی ہیں اور وہ ضائع ہوتے ہیں تو اس گوشت کو ہڈی سے نوچ لینا چاہئے۔ اور اگر گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں تو وہاں چھری سے کاٹنا اور چھری کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ ولم یثبت النهی عن قطع اللحم بالسکین بل ثبت الحزمین الكتف فیختلف باختلاف اللحم کما اذا عسر نهشه بالسن قطع بالسکین۔ اگلے باب کی حدیث میں اسکا قطعی جواز بھی ثابت ہے۔

یہ انگریزوں کی عادات ہیں کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں چھری کانٹے سے اٹھا کے کھاتے ہیں جبکہ ہاتھوں میں پکڑنا اور دانتوں سے نوچنا عیب سمجھتے ہیں حدیث میں اس کی نفی مذکور ہے اور جہاں کہیں عادت بالکل انگریزی تہذیب کے دلدادہ گان کے شعار بن جاتے ہیں وہاں اس سے احتراز ضروری ہے کہ من تشبه بقوم فهو منهم کا مصداق نہ بنا جائے۔

اھناء وامراء : یہ ھنیئا مریئا کے مترادف ہے کہ یہ کھانا لذیز بھی ہے ثقیل نہیں بلکہ نرم غذا ہے اور ہاضم بھی ہے۔ ھنیئا الطعام اور مراء الطعام دونوں مترادف المعنٰی ہیں البتہ بعض حضرات نے دونوں میں فرق بھی بیان کیا ہے ھنیئا سے مراد طعام میں لذت ہے لذیذ چیز ہے ھنا علیہ کہ ان پر کھانا لذیذ ہوا۔ بعض چیزیں لذیذ ہوتی ہیں مرچ مصالحہ کباب اور روغنیات سے ان میں لذت پیدا ہو جاتی ہے مگر بعد میں وہ کھانے بوجھ بن جاتے ہیں اور معدہ پر ثقیل ہوتے ہیں زود ہضم نہیں ہوتے یہ

کھانے ھنیئاً تو ہیں مگر مریئاً نہیں ہیں بعض طعام بظاہر بے لذت ہوتے ہیں ان میں مصالحہ جات اور روغنیات شریک نہیں ہوتیں جیسے کھیر وغیرہ ایسے کھانے "مریئاً" تو ہوتے ہیں وھوا ان لا یثقل علی المعدۃ و ینھضم عنھا مگر یہ ھنیئا نہیں ہیں لذیذ بھی ہوں زود ہضم بھی ہوں اور معدہ پر بوجھ بھی نہ بنیں یہ طعام ھنیئا مریئا ہے بعض دوست چینی کھانوں کے دلدادہ ہوتے ہیں جو بہت مہنگے پڑتے ہیں جب ان سے وجہ پوچھی تو یہی کہا کہ وہ کھانے کے بعد معدہ پر بوجھ نہیں بنتے خود بھی اس کا تجربہ ہوا کہ یہ مریئا کے مصداق ہیں۔

ھناء الھنی سے ہے وھواللذیذالموافق للغرض

امرا استمراء سے وھوذھاب کظمۃ الطعام

ھنأالطعام اس کھانے پر بولا جاتا ہے اذاکان سائغا اور جاریا فی الحلق من غیر تعب۔ دانتوں سے چبائے جانے کے باعث نرم ہو جاتا ہے معدے کو دانتوں سے چبائے جانے کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے گا۔

باب ماجاء عن النبی ﷺ من الرخصۃ فی قطع اللحم بالسکین

ترجمہ الباب چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے کی اجازت۔

حدثنا محمد بن غیلان ثنا عبدالرزاق ثنا معمر عن الزھری عن جعفر بن عمرو بن امیۃ الضمری انہ رائ احتز من کتف شاۃٍ فا کل منھا ثم مضٰی الی الصلوٰۃ ولم یتوضا۔ (ترجمہ) حضرت عمرو بن امیہ ضمری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بکری کے شانے سے چھری کے ساتھ گوشت کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا، پھر آپؐ وضو کے بغیر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ مضمون حدیث یہ ہے کہ حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بکرے کے بازو سے چھری سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹا اور تناول فرمایا اور نماز کے لئے تشریف لے گئے مگر وضو کی تجدید نہ فرمائی۔

احتز از قطع بالسکین یعنی چھری سے کاٹنے کو کہتے ہیں۔ ولم تیوضاء اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ مست النار کے کھانے سے وضو لازم نہیں ہوتا۔ یہ حدیث بنیادی طور پر ابواب الطہارۃ میں

ذکر کی جاتی ہے یہاں مصنف نے قطع بالسکین کے جواز کیلئے اسکا ذکر کیا اور جن روایات میں وضو کا ذکر ہے اس سے مراد وضوء لغوی ہوتا ہے یا ابتداء میں تھا اور بعد میں منسوخ ہو گیا یہ مباحث آپ نے اپنے مقامات پر تفصیل سے پڑھے ہیں یہاں ان تفصیلات اور دلائل کی ضرورت نہیں ہے البتہ اس حدیث سے قطع بالسکین (چھری کیساتھ کاٹ کر کھانے) کا جواز تو ثابت ہو گیا۔ مگر اسے عادت نہیں بنانا چاہیے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ سے روایت ہے۔ لا تقطعوا اللحم بالسکین فانه صنع الاعاجم وانهسوه فانه اهنئاً و امرا چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ گوشت کو دانتوں سے نوچ نوچ کر کھاؤ کیونکہ دانتوں سے نوچ نوچ کر کھانا زیادہ لذت بخش اور زیادہ خوشگوار ہے۔

اس حدیث میں گوشت کو چھری کیساتھ کھانے کو عجمیوں کا طریقہ بتایا گیا ہے عرب کے لوگ اپنے علاوہ دنیا کے سارے لوگوں کو عجمی کہا کرتے تھے۔ مگر یہاں اہل فارس مراد ہیں کہ وہ لوگ ازراہ تکبر و غرور گوشت وغیرہ چھریوں سے کاٹ کر کھاتے تھے جبکہ حدیث باب سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی چھری سے کاٹ کر گوشت کھایا ہے لہذا دونوں روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اگر گوشت نرم اور پکا ہوا ہے تو اس کو چھری کی بجائے دانتوں سے کاٹ کر کھانا چاہیے اور اگر گوشت سخت ہو تو پھر چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہوگا۔ تاہم یاد رہے کے اس حدیث میں ممانعت یہ نھی تنزیھی پر حمل ہے اور جہاں یہود و نصاریٰ اور مغربی دنیا کا شعار بن گیا ہے وہاں مشابہت سے بچنے کے لئے احتیاط ضروری ہے۔

حلت اور حرمتِ لحم کی بحث اکل لحم شکرانِ نعمت ہے حرمتِ لحم کا مردود فلسفہ ' تحفہ لحمیہ ' عقیدہ تناسخ ذراع کی بحث اور کھانے میں برکت کے واقعات

باب ماجاء ایّ اللحم کان احب الیٰ رسول الله ﷺ

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کو کونسا گوشت پسند تھا۔

حدیث ۱) حدثنا واصل بن عبدالاعلی ثنا محمد بن الفضیل عن ابی حیان التیمی عن ابی زرعة بن عمرو بن جریر عن ابی هریره قال : اُتی النبی ﷺ

بلحم فدفع اليه الذراع و كان يعجبه فنهش منها ۔
(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو آپ کو دستی کا گوشت دیا گیا، جو آپؐ کو بہت پسند تھا۔ لہذا آپؐ نے اسے دانتوں سے نوچ کر کھایا۔

(حدیث ۲) حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ثنا یحیٰ بن عباد ابو عباد ثنا فلیح بن سلیمان عن عبدالوهاب بن الزبير عن عائشة قالت : ما كان الذراع احب اللحم الى رسول الله ﷺ ولكن كان لا يجد اللحم الا غبا فكان يعجل اليه لا نه اعجلها نضجاً۔ (ترجمہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کو دستی کا گوشت زیادہ پسند نہیں تھا بلکہ بات یہ تھی کہ گوشت ایک دن کے ناغے کے ساتھ ملا کرتا تھا لہذا آپ اسے کھانے میں جلدی کیا کرتے تھے اور یہی حصہ جلدی گل سکتا ہے

گوشت کا استعمال انسانی فطرت گوشت کے ساتھ رغبت، محبت اور گوشت کھانا یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے بعض ادیان اور بعض مذاہب کی تمام تر بنیاد اور اولین تعلیم گوشت سے نفرت اور اس کے کھانے سے احتراز و اجتناب پر مبنی ہے۔

اکل و عدم اکل لحم کے دو گروہ گوشت کی حلت و حرمت یا استعمال اور عدم استعمال کے سلسلہ میں دنیا کے لوگ دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک گوشت کا استعمال اور کھانا حرام ہے ان کے نزدیک کسی بھی جاندار کا گوشت کھانا حرام ہے وہ اسے ظلم کہتے ہیں کہ آدمی ذی روح کو ذبح کرے اور پھر اس کا گوشت کھائے گوتم بدھ کی تعلیمات میں بھی یہی ہے۔ اور ان کے مذہب میں گوشت کھانا حرام ہے۔ ہندوستان میں کروڑوں ہندوؤں کا یہی مذہب ہے کہ گوشت کھانا حرام ہے۔ ان کے نزدیک یہ ظلم ہے فلسفہ اس کا یہ ہے کہ گوشت کھانے کیلئے کسی جاندار پر ظلم نہیں کرنا چاہیے جو چیز بھی ذبح کی اور اسکا گوشت کھایا یا زندہ مار کر کھایا جائے یہ انکے نزدیک ظلم ہے مگر یہ غیر فطری بات ہے غیر فطری فلسفہ ہے عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔

حلال گوشت اللہ کی نعمت اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی انسانوں کے لئے جائز اور حلال قرار دی ہے وہ جائز ہے حلال ہے۔ اور اسی دائرے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ حق بخشا ہے کہ جو حلال حیوانات

طیبات اور پاکیزہ اشیاء ہیں ان کو کھانا چاہیے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

نباتات میں بھی حیات ہے اگر وہ حلال حیوانات کی ذبح کو ظلم کہتے ہیں اور سبزی کھانے پر اکتفا کرتے ہیں تو سبزی کھانا بھی ظلم ہے اور اناج کھانا بھی ظلم ہے کیونکہ سبزیوں اور اناج میں بھی حیات ہے زندگی ہے۔وان من شئی الایسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون جبکہ اب تو سائنسی تحقیقات کا دور ہے یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اناج اور سبزیوں میں حیات بھی ہے اور شعور بھی نباتات کے بارے میں اہل ریسرچ کا دعویٰ ہے کہ یہ بھی زندہ ہیں ان میں شعور بھی ہے اور احساس تک ان میں موجود ہے۔ڈرتے بھی ہیں حتیٰ کہ خوشی و مسرت کے جذبات بھی رکھتے ہیں ایسے درخت بھی ہیں جن کیلئے ساز و موسیقی کا اہتمام کیا جاتا ہے ان پر وجد بھی آتا ہے ناچتے بھی ہیں۔

زمین میں بھی حیات و شعور موجود ہے : حتیٰ کہ حیات و شعور اور احساس تو زمین میں بھی موجود ہے پھر تو انہیں زمین پر نہیں رہنا چاہیے۔ یہ ظلم ہے کوئی اسے کھودتا ہے کوئی اس پر 20 منزلہ بلڈنگ کھڑی کر دیتا ہے۔ اسمیں ہل چلائے جاتے ہیں بم برسائے جاتے ہیں۔ تو اس پر تمھارا چلنا اور بسنا بھی تو ظلم ہے اگر حیوانات کا ذبیحہ اور گوشت کھانا ظلم ہے تو سبزیوں کا کاٹنا اور پکانا بھی ظلم ہونا چاہیے۔

گوشت کھانا شکران نعمت اور نہ کھانا کفران نعمت ہے : مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ حیوانات ہوں یا نباتات سب اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت کیلئے پیدا کئے ہیں انکا کھانا شکران نعمت اور نہ کھانا کفران نعمت ہے۔

آج بھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو گوشت اور گوشت سے پکائی ہوئی چیزوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے وہ اسے مذہبی لحاظ سے برا سمجھتے ہیں بڑی دعوتوں میں جب وہ مدعو ہوتے ہیں تو ان کیلئے سبزیوں اور دالوں کا الگ اہتمام ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ہمارے اکابرین دیوبند اور علماء کے غیر مسلموں کیساتھ اس موضوع پر تفصیل سے مذاکرات اور مباحثے ہوا کرتے تھے مگر عملی میدان میں اہل باطل کے پاس جواب نہیں ہوتا تھا اور وہ شکست کھا جاتے تھے آریہ سماج وغیرہ نے یہ فتنے اٹھائے تھے۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کا مقام امامت دار العلوم دیوبند کے بانی "حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ" صرف دار العلوم نہیں چلاتے تھے بلکہ مشرکین اور ہندو اور آریہ سماج سے مناظرے اور مباحثے بھی کیا کرتے تھے۔ جہاد اعلاء کلمۃ اللہ کا فرض بھی ادا کیا کرتے اور علوم و معارف کے مراکز کی سرپرستی بھی فرماتے تھے۔

حلت لحم پر حضرت نانوتویؒ نے ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی تھی جس کا نام "تحفۂ لحمیہ" ہے حضرت نانوتویؒ، جو جدید علم کلام کے بانی ہیں وہ صرف ایک مولوی اور ایک مدرسہ کے بانی نہیں تھے بلکہ متکلم اسلام تھے انہوں نے اسلام کے نظریات اور اصول کو عقل و دلائل کے ساتھ ثابت کیا وہ اس میدان میں امام غزالی اور امام رازی کے ساتھ علم کلام میں برابر تھے۔ انہوں نے قطعی دلائل اور براہین کے ساتھ دفاع کیا اور سینکڑوں سال تک اسلام کی صداقتوں کو محفوظ کر لیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی کون تھے ان کے علوم و معارف کیا تھے حضرت گنگوہیؒ کا فلسفہ کیا تھا وہ تو ان کی کتابیں پڑھ کر معلوم ہو گا جدید فلسفہ اور دلائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسے ایسے انعامات فرمائے تھے کہ انہوں نے اپنی تحریرات کی ایک ایک سطر میں علوم و معارف کے سمندر جمع کر دیئے ہیں۔ ان کی کتب کو بڑے بڑے علماء، مناطقہ اور فلسفی سمجھ سکتے ہیں افسوس کہ ہمارے مدارس کے اساتذہ اور طلبہ نے ان کتابوں سے شغف چھوڑ دیا، جبکہ ان بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ نصاب کا لازمی حصہ ہونا چاہیے تھا۔

سلامتی فطرت کی دلیل بہر حال حضرت نانوتوی نے اس موضوع پر تحفہ لحمیہ لکھی ہے جس میں انہوں نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ انسان کی فطرت کی سلامتی کی دلیل گوشت سے محبت اور گوشت کھانے کی رغبت ہے۔ گوشت کی فطرت سے عین مطابقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بدھ مت بھی، اور ہندو بھی چھپ چھپ کر گوشت کھاتے ہیں۔ اور اپنی فطری ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔

عقیدہ تناسخ ہندوؤں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسان مر کر دوبارہ دنیا میں آتا ہے اسکو تناسخ کہتے ہیں سینکڑوں سال سے اس موضوع پر دونوں طرف سے دلائل مضامین اور مناظرے ہوتے رہے

ہیں اکابر علماء دیوبند نے اس موضوع پر قطعی اور لاجواب دلائل لکھے ہیں کہ تناسخ نہیں ہے۔ سب نے آخرت میں جانا ہے اور پھر بارگاہ الٰہی میں پیش ہونا ہے۔ اہل تناسخ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں اعمال کا نتیجہ ملے گا اگر زندگی گناہوں کی اور نجاست کی گزاری۔ یہ تو کتے کی شکل میں دوبارہ آئے گا چوہے' بلی' مینڈک کی شکل میں آئے گا خنزیر کی شکل میں آئے گا اور اگر نیک ہے اور صالح ہے تو ایک بادشاہ اور شہنشاہ کی شکل میں آئے گا۔ یہ عقیدہ تناسخ کا ہے۔ اسلام اس کا قائل نہیں ہے۔

ایک ہندو کا قبول اسلام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق حضرت والد ماجد قدس سرہ قصہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک معروف ہندو نے اسلام قبول کیا تو ہندو اس کے پیچھے لگ گئے کہ تم نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کر لیا تو اس نے جواب میں کہا بس اب مجھ سے مزید گوشت چھپ چھپ کر کھانے کی سکت نہیں رہی۔ جب چھپ چھپ کر کھاؤں گا تو گناہ گار ہوں گا اور مجرم ہو کر تناسخ کے مطابق کتے کی شکل میں آؤں گا۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر کھونے کھدروں میں ہڈیاں چچخاتا پھروں گا اس سے بہتر یہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤں اور علی الاعلان کھاتا رہوں جی بھر کر لذت اندوز کیوں نہ ہوں۔

عظمت مقام مستلزم ہے پاکیزہ طعام کو بہر حال گوشت کھانا اور پسند کرنا انسانی فطرت ہے جو شخصیت جس جگہ بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہو گا اس کی فطرت اتنی ہی اعلیٰ ہو گی۔ دنیا میں پیغمبر ہی ایک ایسی ذات ہے جو اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہے گوشت کی محبت اور خواہش' خوشبو کی محبت اور خواہش' یہ تو اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونا یہ تو حضورؐ کی فطرت سلیمہ کا تقاضا تھا۔ پیغمبر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انسانیت سے نکل کر ملکوتیت میں داخل ہو گیا کہ نہ شادی کرے نہ کھانا کھائے یہ تو کفار کا تصور ہے ما کان لبنی ان یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (الآیة)۔

نہیں: پیغمبر تو انسان کامل ہوتا ہے جس میں خواہشات بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے طبعی امور سے محبت بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے حبب الی من الدنیا ثلث الطیب والنساء اس کے باوجود آپ سب کچھ مٹا کر اللہ کی رضا کے لئے عبادات کی طرف متوجہ ہوئے۔ گوشت بھی محبوب ہے پھر گوشت کی بھی اقسام ہیں حیوان میں ----- کئی حصے اور اجزاء ہیں حیوان کا جو حصہ زمین پر نہیں لگتا وہ عمدہ

اور اعلیٰ ہوتا ہے حیوان کے کچھ حصے ایسے ہوتے ہیں جو جلدی پکتے ہیں کچھ حصہ ریشہ دار ہوتا ہے جو سخت ہوتا ہے اور کافی وقت پکنے میں لگتا ہے۔

گوشت کھانا کوئی عیب نہیں بہر حال گوشت میں فرق ہے تو اعلیٰ ذوق اور عمدہ اور نفیس طبیعتیں نفس گوشت کو پسند کریں گی' اب یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو گوشت کیوں پسند تھا۔ وہ توانسان تھے مرد کامل تھے آپ کے اعضاء قویٰ مضبوط تھے بلغمی اور صغرادی مزاج نہ تھا شوگر اور بلڈ پریشر سے پاک تھے حضور اقدس ﷺ کی صحت آخر تک برقرار اور عمدہ تھی بال بالکل سیاہ تھے دانت مبارک صحیح تھے۔ اس لئے تو حضور اقدس ﷺ کو اعلیٰ عمدہ نفیس اور معیاری گوشت پسند تھا۔

ذراع کی بحث فدفع الیہ الذراع قاموس میں ہے الذراع بالکسر من طرف الرمفق الی طرف الاصبح الوسطیٰ و الساعد۔ حضور اقدس کو یہ پسند تھا کہ یہ گوشت صاف ہوتا ہے اس میں ریشے نہیں ہوتے لذیذ بھی ہوتا ہے اور جلدی بھی پکتا ہے۔

وکان یعجبہ شارحین لکھتے ہیں ای یروقہ وھو یستحسنہ ویحبہ قال النووی محبتہ ﷺ للذراع لنضحھا وسرعۃ استمرائھا مع زیادۃ لذتھا و حلاوۃ مذاقھا و بعد ھا عن مواضع الاذی۔

دانتوں سے کاٹ کر کھانا فنھس منھا یعنی حضور اقدس ﷺ نے اسکو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا چھری سے نہیں کاٹا دانتوں سے نوچ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور ﷺ نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ حضورؐ کو حرص و ہوس اور بذات خود کھانے سے محبت نہ تھی یہ محض مادی محبت ہے جو مستحسن نہیں حضورؐ کو اچھے کھانے پسند تھے مگر ضمناً مقصد صحت عافیت برائے عبادت و دعوت و جہاد ہے یہ محبت صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے ہے پھر رغبت لحم کے متعدد وجوہ ہو سکتے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ یہ جلدی پکتا اور گلتا ہے حضور اس لئے اسے پسند فرماتے تھے تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل میں مصروف ہوں۔ اور انکے پاس گھٹنوں بیٹھ

کر گوشت پکنے کا انتظار فرمانے کا وقت نہیں تھا، عبادت دعوت وجہاد تعلیم وتربیت امور مملکت کی بے حد ذمہ داریاں تھیں اور جب مہینوں کوئی چیز نہ کھائی ہو اور مل جائے تو فطرتی رغبت اور وقت کی کمی دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے۔

ایک یہودی عورت نے حضورؐ کو زہر کھلایا۔ ذراع سے محبت اور رغبت کے پیش نظر آپؐ کو اسی گوشت میں ایک یہودن نے زہر دیا تھا جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یعجبه الذارع قال وسم فی الذراع وکان یریٰ ان الهیود سموه تفصیل اس قصہ کی یہ ہے جب خیبر فتح ہوا اور ایک یہودی عورت کو اپنے ذرائع سے اس کا علم ہوا حضور اقدس ﷺ کو ذراع (دست) کا گوشت پسندیدہ اور مرغوب ہے اور اس نے ظالمہ بکری ذبح کی اس کا گوشت بھونا اور اس میں ایک شدید قسم کا زہر ملا دیا خاص ذراع کے گوشت میں زہر بھی سم قاتل تھا پھر آپؐ کی دعوت کی اور بڑی محبت سے گوشت پیش کیا حضور اقدس ﷺ نے جوں ہی لقمہ لیا اور منہ میں رکھا ابھی نگلنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اگل دیا بعض حضرات کہتے ہیں کہ کچھ نگل بھی لیا تھا مگر اس کو تھوک دیا اس موقع پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس میں زہر ہے مگر پھر بھی زہر کا کچھ نہ کچھ اثر تو پہنچ گیا تھا چنانچہ وہی زہریلا اثر زندگی بھر کبھی غالب ہو جاتا اور آپ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی پھر حضور اکرمؐ کے مرض الوفات کے وقت یہی زہریلا اثر دوبارہ لوٹ آیا۔ اور آپؐ کی شہادت کا ذریعہ بنا۔ البتہ یہاں ایک علمی اشکال یہ ہے کہ اس روایت میں تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گوشت نے خود اطلاع دی تھی جبکہ بعض دیگر روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کو اطلاع فرمائی تھی بظاہر یہ تعارض ہے مگر درحقیقت دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اولاً گوشت نے خود بطور معجزہ کے آپکو بتا دیا کہ میرے اندر زہر ہے اور پھر اسی بات کی حضرت جبرائیل نے بھی اطلاع دی ہو یا اس بات کی تصدیق کر دی ہو کہ گوشت کی اطلاع حقیقت پر مبنی ہے۔ بہر حال اب بات چل پڑی ہے تو واقعہ کا بقیہ حصہ بھی عرض کر دیا جائے تو تشنگی باقی نہ رہے گی۔

گوشت میں زہر ملائے جانے کی اطلاع کے بعد حضور اقدس ﷺ نے خود بھی اسے ترک فرمادیا اور ساتھیوں کو بھی کھانے سے منع فرمایا اس کے بعد اس عورت کو بلایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا واقعۃً اس گوشت میں زہر ملایا گیا ہے ؟ تو اس پر عورت نے جرم کا اعتراف کر لیا، مگر حضور اقدس ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا اس لئے اس عورت کو اسی وقت معاف فرمادیا۔

البتہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت بشر بن براءؓ صحابی رسول اس زہر سے شہید ہوئے تو ان کی شہادت پر اس عورت کو تعزیراً یا قصاصاً قتل کر دیا گیا۔

ہاں ایک بات یہ بھی عرض کرنی ہے کہ ابن مسعود کی روایت میں جو یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ وکان یریٰ ان الیهود سموه حضرت ابن مسعود کا یہ کہنا کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہودن نے زہر ملادیا ہوگا اس پورے واقعہ کی حقیقت ایک ظنی واقعہ میں بدل دیتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کے خیال کی بنا پر ہے کیونکہ بظاہر ان کو محقق نہیں ہوا اور نہ اصل واقعہ محقق ہو چکا اور یہودن نے خود اعتراف کیا کہ ہم نے ایسا کیا ہے۔

معجزہ تکثیر طعام شمائل ترمذی میں حضرت ابو عبید سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کیلئے ہانڈی پکائی چونکہ آپ کو بازو کا گوشت زیادہ پسند تھا اسلئے میں نے آپکو دست پیش کیا۔ پھر حضورؐ نے دوسرا طلب فرمایا میں نے وہ پیش کیا تو آپؐ نے مزید طلب کا اظہار فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! بکری کے تو دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں تب آپؐ نے فرمایا والذی نفسی بیده لو سکت لنا ولتنی اذراع مادعوت اس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا اس دیگچی سے بکری کے ذراع نکلتے رہتے۔

حضرت ابو عبید کے اس کہنے پر کہ بکری کے تو دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں آئندہ کا سلسلہ بند ہو گیا۔

اکرام تام توجہ اور فناء تام کا انعام خوارق عادات کا پیش آنا فناء تامہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس جواب کی وجہ سے حضورؐ کی وہ توجہ جو پہلے سے تھی باقی نہ رہی اور توجہ کے انقطاع کی وجہ سے یہ چیزیں منقطع ہو گئیں علامہ مناوی کہتے ہیں کہ یہ حقیقت میں ایک انعام الٰہی تھا اگر یہ انقیاد تام کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کرتے رہتے تو وہ باقی رہتا لیکن ان کی طرف سے

اعتراض کی صورت پیدا ہوئی جو موقع کے مناسب نہ تھی اس لئے وہ اکرام تام بھی منقطع ہو گیا۔

اسی قسم کے واقعات حضور اکرم ﷺ کی سیرت و سوانح کی کتب میں بکثرت ملتے ہیں۔ اور مختلف کتابوں میں ان کا ذکر آتا ہے قاضی عیاض نے بھی شفاء میں بعض واقعات کو تفصیل سے نقل کیا ہے مثلاً وہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعوت کی اور اتنا کھانا تیار کیا جو دو آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا تھا جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ شرفاء انصار میں سے بھی تیس آدمیوں کو بلا کر لاؤ اور وہ بلا کر لے آئے تو ان کے کھانے کے بعد حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اب مزید ساٹھ آدمیوں کو بلا کر لاؤ جب وہ فارغ ہوئے تو 180 آدمی مزید بلائے گئے اور یہ کھانا سب کیلئے کافی ہو گیا۔

حضرت سمرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کے پاس کہیں سے ایک پیالہ گوشت آیا اور وہ صبح سے لیکر رات تک مجمع میں برابر چلتا رہا مجمع آتا رہا اور اسی سے کھاتا رہا۔

اور یہ واقعہ تو مشہور ہے اور سب کو معلوم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں تھیں اور ان کی تعداد بھی دس دانوں سے زیادہ نہ تھی آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے ؟ انہوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے چند کھجوریں اس تھیلی سے نکالیں اور ان کو پھیلایا پھر دعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا دس دس افراد بلاتے رہو اور کھلاتے رہو۔ اس طرح وہ چند کھجوریں پورے لشکر کے لئے کافی ہو گئیں اور جو کھجور تھیلی میں باقی رہ گئیں وہ حضرت ابو ہریرہ کو واپس کر دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے اس موقع پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا اس تھیلی میں سے نکال نکال کر کھاتے رہنا اور اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ اس میں سے نکال نکال کر کھاتے رہتے تھے۔ خود حضرت ابو ہریرہؓ کا ارشاد ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں پھر حضرات شیخین کے زمانہ خلافت میں' حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں نکال نکال کر کھائیں اور متفرق اوقات میں ان سے نکال نکال کر صدقہ بھی کیا مگر حضرت عثمان کی شہادت کے وقت وہ تھیلی مجھ سے گم ہو گئی۔ ابو ہریرہؓ اسی واقعہ کا ذکر کر کے روتے رہتے اور یہ شعر کہتے ؎

للناس هم ولي همان بينهم　　هم الجراب وهم الشيخ عثمانا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک ولیمہ میں ملیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں ڈال کر وہ میرے ہاتھ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا آپؐ نے فرمایا یہ پیالہ رکھ دو فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے اس کو بھی بلا لینا' میں ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا حتیٰ کہ جگہ لوگوں سے بھر گئی حضورؐ نے دس دس افراد کے حلقے بنائے اور انہیں ملیدہ پیش فرمایا جب سب شکم سیر ہو گئے تب آپؐ نے مجھے فرمایا اب اس پیالے کو اٹھالو حضرت انسؓ نے پیالہ اٹھالیا اور فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتدا میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا اس وقت زیادہ پر تھا۔

لفظ غبا کی بحث غبا کا معنی قلیل اور شاذ و نادر کے ہیں ای لا يديمون علیٰ اكله وهو من اوراد الابل ان تشرب يوماً وتدعه يوماً وفي غيره ان تفعل شي يوما وتدعه اياماً بعض حضرات نے ورو دالابل مرة وتر كها اُخرى سے اس کی مراد کی توضیح کی ہے عرب اونٹوں کو جب پانی پلانے کے لئے لے جاتے تو وہ روزانہ کا معمول نہ تھا کئی کئی روز بعد پانی پلایا جاتا تھا اونٹ کو اللہ پاک نے یہ خصوصیت دی ہے کہ وہ کئی روز کا پانی اپنے کوہان میں جمع کر لیتا ہے طویل صحراؤں اور عربوں کے دشت وبیاباں میں یہ صبر و تحمل سے کام لیتا ہے اور اپنے کوہان میں ذخیرہ کیا ہوا پانی پیتا رہتا ہے ۔ ذر غبا تزدد حبا بھی اسی سے ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆
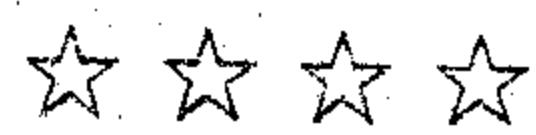
جناب مولانا محمد شہاب الدین ندوی صاحب
ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور انڈیا

خلافت ارض کے لئے علم کیمیا اور طبیعیات کی اہمیت اور جدید صنعتی علوم کا ایک تعارف

(قسط نمبر 1)

اللہ تعالیٰ نے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنا کر پیدا کیا اور خلافت ارض کا منصب سنبھالنے کیلئے آپ کو علم الاشیاء سے نوازا، جیسا کہ ارشاد باری ہے :

"وعلم آدم الأسماء كلها" :اور اس نے آدم کو تمام چیزوں کے نام بتادئے۔(بقرہ : ۳۰)

مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو دنیا بھر کی تمام چیزوں کے نام ہی نہیں بلکہ ان کے خواص و تاثیرات اور دینی و دنیوی منافع بھی بتادئے تھے۔ کیونکہ زمین کی خلافت کیلئے زمینی اشیاء سے واقفیت ضروری تھی، تاکہ ہر چیز کا صحیح تعارف حاصل کر کے اس کا صحیح استعمال کیا جاسکے۔

علم آدم اور علم جدید : اس موقع پر سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو موجودات عالم کے جو خواص و تاثیرات بتائے گئے تھے اور انکے جن دینی و دنیوی منافع سے آپکو آگاہ کیا گیا تھا انہیں پر جدید سائنس کا دارومدار ہے۔ چنانچہ جدید سائنس اور خاص کر طبیعیات اور علم کیمیا کا موضوع بحث مادی اشیاء کے خواص و تاثیرات یا انکے منافع ہیں۔ ان خواص و تاثیرات کو سائنس کی زبان میں فزیکل پراپرٹیز کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے آج جدید تجرباتی سائنس اشیائے عالم میں کھوج لگا کر جن خصوصیات کا پتہ چلا رہی ہے ان سب کا علم حضرت آدمؑ کو پہلے ہی دن عطا کر دیا گیا تھا، کیونکہ اشیائے عالم کی خصوصیات کا جاننا خلافت ارض کے نقطہ نظر سے نہایت درجہ اہم ہے۔ چنانچہ آج جو قوم اس علم میں برتر اور فائق ہے وہ زمین کی مادی خلافت پر فائز ہو کر اقوام عالم پر اپنی دھاک بٹھائے ہوئے ہے اور جو قوم اس علم میں

تہی مایہ ہے وہ مادی وسیاسی میدان میں پسماندہ ہو کر ترقی یافتہ قوموں کی حاشیہ بردار بنی ہوئی ہے۔ اسلیئے خلاق عالم نے تخلیق آدم کے فوراً بعد آپکو تمام چیزوں کے نام اور انکی خصوصیات کی تعلیم دے کے اس علم کی اہمیت جتادی تھی۔ مزید براں اس علم سے متصف ہونے کی بناء پر فرشتوں پر آپکی فضیلت بھی ثابت کردی تھی، تاکہ اہل اسلام اس علم سے کبھی غافل نہ رہیں مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ قرون وسطی کے برعکس عصر جدید کے مسلمانوں نے اس علم کو پوری طرح فراموش کردیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ آج بطور سزا دینی ودنیوی دونوں میدانوں میں مختلف قسم کے مصائب سے دوچار ہیں۔ لہذا تلافی مافات کیلیئے میدان میں آگے بڑھنا ضروری ہے ورنہ خلافت کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ واضح رہے خلافت کے دو پہلو ہیں: ایک روحانی اور دوسرے مادی۔ اور جبتک ان دونوں کو ملایا نہیں جاتا خلافت نامکمل اور ناتمام رہے گی۔ ان دونوں میں تفریق کے باعث معاشرہ میں سخت ناہمواریاں پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا ان دونوں میں تطبیق اور توازن ضروری ہے تاکہ معاشرہ دینی ودنیوی دونوں قسم کی سعادتوں سے متمتع اور مالامال ہوسکے۔ اسلام نے دین اور دنیا میں کبھی تفریق نہیں کی، بلکہ ان دونوں کی تحصیل پر زور دیا ہے۔ چنانچہ ہم کو جو دعا سکھائی گئی ہے وہ یہ ہے:

"ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الأخرة حسنة" اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر۔ یہ اسلام کی مثبت اور متوازن تعلیم ہے جو بے نقص اور بے عیب ہے۔ اور وہ ہر دور میں اہل اسلام کو میدان خلافت میں آگے بڑھنے پر ابھارتی ہے تاکہ وہ اس میدان میں اپنی مہارت فن کے جوہر دکھاسکیں اور عصری تقاضوں کے مطابق تمدنی میدان میں ترقی کر کے اسلام اور مسلمانوں کا سر اونچا کرسکیں۔ اس اعتبار سے اسلام عزلت اور گوشہ نشینی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ وہ وہ میدان خلافت میں مثبت طور پر آگے بڑھنے کی دعوت دیتا ہے۔

بعض شبہات کا ازالہ: آگے بڑھنے اور تجرباتی علوم کی اہمیت پر روشنی ڈالنے اور خلافت ارض سے ان کا تعلق دکھانے سے پہلے ضروری ہے کہ سائنسی علوم کے تعلق سے آجکل بعض حلقوں میں جو غلط فہمیاں عمومی طور پر پائی جارہی ہیں انہیں دور کردیا جائے۔ چنانچہ آجکل بہت سے لوگ سائنسی علوم کو قابل حجت نہیں مانتے اور ان کی غلط فہمی کی دو وجوہات ہیں: اول یہ کہ ان کی نظر میں

یہ علوم تغیر پذیر ہیں جو کبھی ایک حالت پر قائم نہیں رہتے، بلکہ ان میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور دوم یہ کہ یہ علوم مادہ پرستانہ رجحانات کے حامل ہیں۔ لہذا ان سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ تو یہ دونوں شکوک غلط اور بے بنیاد ہیں۔ جہاں تک پہلی غلط فہمی کا سوال ہے کہ سائنسی علوم میں برابر تبدیلی ہو رہی ہے تو یہ ایک قسم کا واہمہ ہے جو ان علوم اور ان کی معلومات کی اصلیت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، جس کی بنیاد نئے نئے خواص و اکتشافات کا ظہور ہے۔ چنانچہ مسلسل تجربات کی بناء پر اشیاء کے نئے نئے خواص اور ان کے نئے نئے پہلو لگاتار ظاہر ہو رہے ہیں اور ہر علم و فن کے بارے میں پیہم اضافہ ہو رہا ہے۔ تو اس بناء پر ایک عامی یہ سمجھتا ہے کہ یہ علوم برابر تبدیل ہو رہے ہیں، حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ بنیادی معلومات، جو پہلے سے ثابت شدہ ہیں۔ ان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی نہیں ہو رہی ہے، بلکہ صرف وہ پہلو یا وہ معلومات ظاہر ہو رہے ہیں جو پہلے مستور تھے۔ لہذا ان علوم میں جو تجرباتی ہوں، تبدیلی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس موضوع پر ہم نے ایک خاص کتاب لکھی ہے، لہذا اس موقع پر اتنی ہی تفصیل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ سائنسی علوم مادہ پرستی کی نمائندہ ہیں تو یہ بھی ایک بہت بڑی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خالص تجرباتی علوم میں مادہ پرستانہ رجحانات کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی اصلیت کے اعتبار سے اسرار فطرت کی نقاب کشائی کرنے والے اور مظاہر فطرت میں خلاق عالم کی جانب سے ودیعت شدہ بھیدوں اور تخلیقی رازوں کو بے نقاب کرنے والے ہیں۔ وہ اسرار و حقائق جو باری تعالیٰ کی توحید اور اسکی ربوبیت پر دلالت کرنے اور "آیات الٰہی" یعنی خدائی نشانیوں کو اجاگر کرنے والے ہوں، جن سے مادہ پرستانہ رجحانات اور گمراہ کن فلسفوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ ایک وسیع موضوع ہے جو علمائے متکلمین کے ساتھ مخصوص ہے۔ لہذا اس مختصر مضمون میں اس پر تفصیلی بحث کی گنجائش نہیں ہے۔

مادہ پرستانہ رجحانات کی حقیقت: اس ساری تفصیل کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ جدید علوم و مسائل میں مادہ پرستانہ نظریات و خیالات ضرور پائے جاتے ہیں، جو مادہ پرستوں کی خواہشات اور ان کی تحریکوں کا نتیجہ ہیں۔ مگر ہاں یہ وہ نظریات یا فلسفیانہ رجحانات ہیں جنکی تجرباتی نقطہ نظر

سے کوئی اساس نہیں ہے اور یہ نظریات وفلسفے تجرباتی علوم اور ان کے مباحث میں اس طرح سمودئے گئے ہیں یاان پر سائنسی علوم کا "لیبل" اس طرح چسپاں کر دیا گیا ہے کہ ایک عامی شخص کو اکثر وبیشتر دھوکا ہو جاتا ہے اور یہ وہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ یہ علوم، گویا کہ بذات خود مادہ پرستانہ ہیں۔ حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مصری عالم محمد متولی شعراوی نے ان دونوں چیزوں کا تجزیہ کرتے ہوئے بہت اچھی بات کہی ہے جو یہ ہے :

"علم انسانی دو بنیادی چیزوں پر مشتمل ہے : ایک تو مادی علم ہے جو خالص تجربے کے تابع ہے اور جس میں انسانی خواہش کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہ وہ علم ہے جو صرف مادہ سے بحث کرتا ہے اور اس پر معمل (لیبورٹری) میں تجربہ کیا جاسکتا ہے اور اس میں ہوائے نفس کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہ وہی علم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کرتے ہوئے اس میں اجتہاد کرنے کا مطالبہ کیا اور وعدہ کیا ہے کہ صحیفہ فطرت میں موجود اپنی نشانیاں ان لوگوں پر منکشف کردے گا جو اس میدان میں کھوج کر رہے ہوں اور تجربات میں مصروف ہوں اور اس سلسلے میں دوسرا علم وہ ہے جس میں خواہشات نفسانی کا گزر ہے مگر وہ تجربہ گاہ میں داخل نہیں ہو سکتا، اور نہ اس پر کوئی تجربہ کرنا ممکن ہے۔ مثلاً فلسفیانہ اور سیاسی نظریات اور ہر وہ چیز جو لیبورٹری میں تجربہ کرنے کے قابل نہ ہو، چنانچہ اس قسم کے علم میں خواہشات مختلف ہو سکتی ہیں اور ان میں نزاع بھی ہو سکتا ہے اور یہ نزاع اور تصادم قیامت تک جاری رہیگا۔ کیونکہ یہ علم خالص مادی اور موضوعی اساس پر قائم نہیں ہے" (۱)

تجرباتی علوم کی حقیقت : اس موقع پر جدید سائنسی علوم کے بعض دیگر پہلوؤں پر بھی ایک نظر ڈالنا ضروری ہے تاکہ ان علوم کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں عمومی طور پر پائی جاتی ہیں وہ دور ہو جائیں۔ چنانچہ جدید تجرباتی علوم کا ہم حقیقت پسندانہ نقطہ نظر سے جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ ان علوم میں اپنی اصل کے اعتبار سے مادہ پرستانہ نظریات ورجحانات کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی طبیعت کے اعتبار سے ایک "جانب دارانہ" رجحان کے حامل نظر آتے ہیں۔ یعنی وہ صرف نظام فطرت کے حقائق منکشف کرتے ہیں، جن میں نہ تو مادیت ہوتی ہے اور نہ روحانیت۔ مگر مادہ پرست ان آفاقی حقائق کو اچک لیتے ہیں اور انہیں اپنے انحرافی رجحانات کے مطابق بنا کر پیش کرنے

کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے ایک عامی کو دھوکا ہوجاتا ہے کہ یہ پورے آفاقی حقائق بذات خود مادہ پرستانہ ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مشہور مغربی فاضل محمد اسد (سابق لیوپولڈ ویس) نے اس حقیقت کا تجزیہ اس طرح کیا ہے:

"علم بجائے خود نہ تو مغربی ہے اور نہ مشرقی، بلکہ وہ اسی طرح عام ہے جس طرح کہ طبیعی حقائق عام ہیں۔ ہاں البتہ انہیں جس نقطہ نظر سے دیکھا اور پیش کیا جاتا ہے اسی طرح وہ قوموں کے ثقافتی مزاج کے مطابق مختلف ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ حیاتیات اپنے حیاتیاتی علم ہونے کے اعتبار سے اور اسی طرح طبیعیات اپنے علم طبیعی ہونے کے اعتبار سے نہ تو پوری طرح مادی ہیں اور نہ روحانی۔ بلکہ وہ حقائق کے ملاحظہ اور ان کے جمع و تطبیق اور ان سے معقولی ضوابط وضع کئے جانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب رہے وہ استقرائی نتائج جو ہم ان علوم کے فلسفوں کے طور پر مستنبط کرتے ہیں تو وہ صرف حقائق اور مشاہدہ پر مبنی ہوتے ہیں، لیکن وہ بہت بڑی حد تک ہمارے اصل مزاج اور ہمارے عقلی موقف سے ضرور متاثر ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں جرمن فلسفی کانٹ کا قول ہے کہ "یہ بات عجیب سی لگتی ہے مگر وہ بہر حال ایک حقیقت ہے کہ ہماری عقل عالم فطرت سے نتائج اخذ نہیں کرتی لیکن وہ انہیں اس کی طرف منسوب کرتی ہے"۔ غرض اس سلسلے میں اپنا تنہا ذاتی نقطہ نظر ہی ہے جو اپنا اثر ڈالتا ہے اور اشیاء کے ظاہر کو بدل دیتا ہے۔ یہی حال دیگر علوم کا بھی ہے جو اپنی ذات میں نہ تو مادی ہیں اور نہ روحانی، بلکہ وہ اپنے خاص عقلی استعداد کے مطابق اس طرف یا اس طرف ہوسکتے ہیں" (۲)۔ اس موقع پر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ تجرباتی علوم موجودات عالم کی کامل تشریح و توجیہ نہیں کرتے بلکہ صرف ان کے ظاہری رخ کی ہی نقاب کشائی کرسکتے ہیں، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ ان کے پیچھے حقائق و اسرار کا ایک اور سلسلہ موجود ہے، جو دراصل مابعد الطبیعیات سے جڑا ہوا ہے اور وہ اصول دین کی تصدیق و تائید کرنے کے موقف میں ہے۔ تو جہاں تک علم جدید یا سائنس کی محدودیت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مشہور فلسفی مصنف جوڈ (C.E.M. Joad) تحریر کرتا ہے کہ: سائنس ہر چیز کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہنے کے قابل تو ہے مگر وہ کسی بھی چیز کی مکمل صداقت بیان کرنے کے موقف میں نہیں ہے۔

Secience is competent to tell us something about everything; but it can not tell us the hole truth about any thing. (3)

مادیت کی شکست وریخت : مظاہر عالم کی اس تشریح وتوجیہ میں سائنسی علوم کی محدودیت اور ان کی عدم کفایت کے باوجود مادہ پرستانہ فلسفے ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ مظاہر کائنات کی جو "ظاہری شہادت" وگواہی ہے اسے اپنے کھاتے میں شامل کرلیں اور انہیں زبردستی مادیت کا جامہ پہنادیں۔ لیکن پچھلی دوصدیوں کے برعکس اب بیسویں صدی میں مادیت ومیکائیت نے دم توڑ دیا ہے اور جدید طبیعی اکتشافات اور خاص کر کوانٹم نظریات نے مادہ پرستی کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کردیا ہے۔ چنانچہ مادیت کی اس شکست فاش کے بعد اب سائنس اور مذہب میں ملاپ کا راستہ صاف ہوگیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اب جدید سائنسی اکتشافات کے ذریعہ اصول کی دین کی صداقت پر بہتر سے بہتر انداز میں استدلال کیا جاسکتا ہے اور اسلامی تعلیمات کی حقانیت نظام فطرت کے دلائل کے ذریعہ ثابت کی جاسکتی ہے۔ اس اعتبار سے اب مادیت کا دور ختم ہوچکا ہے اور وہ ایک داستان پارینہ بن چکی ہے، جس نے انیسویں اور بیسویں صدی میں غلبہ حاصل کرلیا تھا۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ مادہ پرست علمی میدان میں شکست کھاچکنے کے باوجود اب تک مظاہر کائنات کی مادہ پرستانہ نقطہ نظر سے تشریح وتوجیہ کرنے ہی میں لگے ہوئے ہیں اور وہ اس سلسلے میں پرانے اور فرسودہ نظریات ہی کا سہارا لے رہے ہیں اور پرانے راگ ہی اب تک الاپ رہے ہیں۔ بہر حال جدید ترین علمی اکتشافات کی بدولت آج مذہب اور جدید سائنس میں تطبیق کا کام بہت آسان ہوگیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں جوڈ تحریر کرتا ہے کہ : وہ خلیج جو انیسویں صدی میں سائنس اور مذہب کے درمیان حائل تھی وہ اب صحیح طریقے سے پاٹ دئے جانے کے قابل بن گئی ہے۔

The ninteen-century gulf between science and religion a fair way to being bridged. (4)

سائنسی علوم کی اسلامیت : اس اعتبار سے مغربی علوم کے دو پہلو ہیں : ایک پہلو وہ ہے جو موجودات عالم کے مظہر اور ان کے حقائق کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور یہی وہ پہلو ہے جو تجرباتی علم کے تابع ہونے کی حیثیت سے علمی وتمدنی اعتبار سے ہمارے لئے ضروری ہے۔ اور دوسرا پہلو وہ ہے

جو انحرافی رجحانات اور مادہ پرستانہ نظریات و میلانات کا مظہر ہونے کی بناء پر دین اور روحانیت کے لئے مضر ہے۔ لہذا ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بہر حال قسم اول سے اصول دین (دینی عقائد) کی تصدیق و تائید ہوتی ہے اور وہ اپنے مزاج کے اعتبار سے روح قرآنی کے مطابق ہے اور ہمیشہ مادہ پرستانہ رجحانات کی تردید کرتا ہے۔ اسی لئے ارشاد باری ہے :

وفي الأرض آيات للموقنين وفي انفسكم افلا تبصرون "اور زمین میں یقین کرنے والوں کیلئے (بہت سی) نشانیاں موجود ہیں۔ اور خود تمھارے نفوس میں بھی ، کیا تم کو نظر نہیں آتیں ؟ (ذرایات : ۲۰۔۲۱)۔ لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم نظام فطرت میں خلاق عالم کے ان ودیعت شدہ حقائق و معارف کا جائزہ لے کر علمی دلائل و براہین کی تدوین کریں جو مادیت و لادینیت کو خود ان کی اپنی تحقیقات کی رو سے شکست دے سکتے ہیں۔ یہی قرآن عظیم کا اقتضاء ہے اور اس لحاظ سے یہ ایک بالکل انوکھی بات ہے کہ آج مادیت خود اپنی شکست و ہزیمت کی راہ میں مصروف رہ کر کائناتی حقائق کی تفتیش و تحقیق کر رہی ہے اور یہ خلاق عالم کی عجیب و غریب حکمت و منصوبہ بندی ہے۔

غرض اس تطبیق کے ذریعہ آج ہم سائنسی علوم کو مشرف باسلام کر کے ان میں سرایت کردہ کھوٹے یعنی مادہ پرستانہ رجحانات کو بھی دور کر سکتے ہیں اور اس اعتبار سے آج سائنس اور اس کے تمام علوم دین ابدی کے خادم اور حاشیہ بردار نظر آرہے ہیں۔ لہذا علمائے اسلام پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلامی حقائق اور جدید حقائق و اکتشافات کا جائزہ لے کر سائنسی علوم میں سرایت کردہ شر و فساد کو دور کر کے اسلامی نقطہ نظر سے ایک طرف ان کی تطہیر کریں تو دوسری طرف جدید مادہ پرستانہ تحریکوں کا علمی واستدلالی میدان میں مقابلہ کر کے انہیں شکست فاش سے دوچار کریں۔ اور یہ مقاصد اسی وقت پورے ہو سکتے ہیں جب کہ ہم پوری سنجیدگی کے ساتھ سائنسی علوم میں مہارت حاصل کر کے ان کی باریکیوں سے مکمل واقفیت حاصل کر لیں۔ اگر ہم نے یہ عمل گزشتہ ایک یا نصف صدی پہلے شروع کیا ہوتا تو مادیت و لادینیت کا کبھی کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور اس کے نتیجے میں دینی اقدار کی بحالی ہو چکی ہوتی۔ چنانچہ ان مادہ پرستانہ تحریکوں نے اب تک نوع انسانی کو مختلف

قسم کے فتنوں میں مبتلا کر رکھا ہے اور دینی واخلاقی قدروں کو مسلسل پامال کر رہی ہیں۔ لہذا الحاد ولادینیت کے خاتمے کے لئے جو اس وقت علمی اعتبار سے جانکنی کے عالم میں ہے۔ ایک بہت بڑے علمی جہاد کی ضرورت ہے جو قرآن عظیم کی رہنمائی میں بخوبی انجام دیا جا سکتا ہے اور اس مقصد عظیم کے لئے آج زمین پوری سازگار نظر آتی ہے۔ لہذا اہل اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس میدان میں پیش قدمی کیلئے کمر بستہ ہو جائیں۔ ورنہ دینِ الٰہی کو دوبارہ عروج حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ اہل اسلام کیلئے ایک فرض کفایہ ہے۔

تجرباتی علوم کی اہمیت : یہ تجرباتی علوم کی علمی واستدلالی حیثیت سے اہمیت وافادیت کا ایک مختصر جائزہ تھا، جو احیائے علم اور احیائے دین وشریعت کے لئے ضروری ہیں۔ اب رہے ان علوم کے ذریعہ صنعت وحرفت اور ٹیکنالوجی کے میدان میں حاصل ہونے والے منافع، تو اس وقت اسی موضوع پر تفصیلی بحث مطلوب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تجرباتی علوم کے اتنے سارے فوائد ہیں جو شمار سے بھی باہر ہیں۔ اسی لئے اسلام نے ان علوم میں ترقی کر کے مادی اشیاء میں ودیعت شدہ خدائی نعمتوں سے استفادہ کی بہت زیادہ تاکید کی ہے اور نوع انسانی کو موجودات عالم کی تسخیر پر اُبھارتے ہوئے استقرائی حیثیت سے ان کے نظاموں کا جائزہ لینے پر متعدد طریقوں سے اُبھارا ہے۔ چنانچہ اسلام کی اسی تاکید اور دعوت فکر کے باعث اسلامی عہد میں تجرباتی علوم کا نشوونما ہوا اور آج یہ علوم اوج کمال پر پہنچے ہوئے ہیں۔

بہر حال تجرباتی علوم جس طرح علمی واستدلالی میدان میں قابل حجت ہیں اسی طرح وہ صنعت وحرفت اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی قوموں کو آگے بڑھانے میں معین ومددگار ہیں اور انہی علوم کے ذریعہ میدان خلافت کو سر کیا جا سکتا ہے۔ اس حیثیت سے ان علوم کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ چنانچہ آج قوموں کے عروج وزوال اور ان کی قسمت کا فیصلہ کرنے میں انہی علوم کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ اور جو قومیں آج ان علوم سے آراستہ ہیں وہ عرش خلافت پر متمکن ہو چکی ہیں۔ لہذا ان علوم کی اہمیت کو کسی بھی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ دینی ودنیوی دونوں نقطہ ہائے نظر سے تجرباتی علوم کے بے شمار فوائد ہیں اور انہی علوم کی بدولت صنعت

ٹیکنالوجی کے میدان میں زبردست ترقی ممکن ہو سکی ہے اور یہی وہ علوم ہیں جو مظاہر عالم میں مستور شدہ منافع کے حصول کو ممکن بناتے ہیں اور ان یں پوشیدہ قوتوں جیسے برق وبھاپ اور جوہری توانائی، شمسی توانائی اور اشعاعی قوت پر قابو پانے میں مدد دیتے ہیں۔ چنانچہ مادہ میں مستور یہ پوشیدہ قوتیں اور توانائیاں جن سے آج ہزاروں قسم کے کام لئے جارہے ہیں اور انہیں مسخر کر کے موجودہ تمدن کو ایک بالکل نیا روپ دے دیا گیا ہے، سب کے سب تجرباتی علوم اور خاص کر طبیعیات (فزکس) اور علم کیمیا (کیمسٹری) کی کارفرمائیاں ہیں۔ چنانچہ یہ دو علوم اشیائے عالم کی تسخیر اور ان کے مادی منافع کی تحصیل میں بنیادی اور زبردست رول ادا کرتے ہیں، بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ طبیعیات اور کیمیا مادی نقطہ نظر سے خلافت ارض کی دو چابیاں ہیں جن کے ذریعہ اس میدان کو سر کیا جاسکتا ہے اور اس لحاظ سے آج جو قوم ان علوم سے بے بہرہ ہے وہ خلافت کے اسٹیج سے معزول قرار دی جاچکی ہے۔ یعنی وہ میدان خلافت سے گویا باہر کر دی گئی ہے۔

غرض تجرباتی علوم کی بھی کثرت مباحث بہت سی شاخیں یا ذیلی علوم وجود میں آچکے ہیں اور روز بروز نئے علوم کا اضافہ ہورہا ہے۔ اور یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کے کناروں کا پتہ ہی نہیں چلتا، اسی لئے ہم نے اس مختصر جائزہ میں بحث ومباحثہ کے لئے صرف علم کیمیا اور طبیعیات کو منتخب کیا ہے، تاکہ ان دو علوم کی اہمیت اہل اسلام کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے، جن کا خلافت ارض سے بہت گہرا تعلق ہے۔ لہذا اب آگے ان دونوں علوم کا تعارف کراتے ہوئے جدید صنعت وٹیکنالوجی سے ان کا تعلق دکھایا جائے گا۔

طبیعیات پر ایک نظر : طبیعیات اور کیمیا یہی دو علوم ہیں جن پر تجرباتی و صنعتی علوم اور جدید ٹیکنالوجی کا دارومدار ہے۔ چنانچہ کوئی بھی نئی ایجاد یا اختراع یا علمی انکشاف ان دونوں کی مدد کے بغیر واقع نہیں ہو سکتا۔ پھر ان دونوں میں بھی طبیعیات کو کیمیا پر نسبتاً زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس نے آج عملی دنیا میں تمام طبیعی علوم کا احاطہ کر رکھا ہے اور اس بنا پر گویا کہ وہ طبیعی علوم کا سرتاج قرار پاچکا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک طبیعیات داں گویا ہے : فزکس یا طبیعیات ہمیشہ سے علوم کی سردار رہی ہے۔ مادہ اور توانائی کا (فطری) برتاؤ جو فزکس کا موضوع ہے، اس کے دائرے میں دنیا

بھر کی تمام (طبیعی) سرگرمیاں آجاتی ہیں۔ چنانچہ اس وقت فلکیات، کیمیا، ارضیات حتی کہ حیاتیات تک تمام علوم طبیعیات کی کالونیاں بن چکی ہیں اور اس کے علاوہ طبیعیات کے اکتشافات کا اطلاق تمام تیار شدہ کاوشوں میں پایا گیا ہے، خواہ وہ مدو جزر کا حساب ہو یا ٹیلی ویژن کی تیاری ہو یا جوہری توانائی کا اخراج ہو۔ غرض آج طبیعیات نے پورے عالم میں ایک شور و شغب برپا کر دیا ہے خواہ وہ اچھائی کیلئے ہو یا برائی کیلئے۔

Physics was always the master-science. The behaviour of matter and energy, which was the thame, underlay all actions in the world, In time astronomy, chemistry, geology and even biology become extentions of physics. More over,its discoveries found ready applications, whether calculating the tides, creating television, releasing nuclear energy. For better or worse, physics made a noise in the world. (5)

ایک دوسرا ماہر سائنسدان کہتا ہے کہ : حقیقت یہ ہے تجرباتی علوم جیسے کیمیا، فلکیات اور ارضیات وغیرہ جب ۱۸۵۰ء سے پہلے مستقل علوم بن گئے تو طبیعیات ان علوم کا مرکز ہونے کی حیثیت سے باقی رہی، کیونکہ دیگر علوم میں اس کی حیثیت مرکزی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ طبیعیات کی مفاہمت دیگر علوم میں ضروری ہے۔

◦ Long before 1850, chemistry,astronomy, geology and other such studies split off into independent, the core that was left came to be known as physics. Because of the central importance in the science. An understanding of physics is required in many other disciplines .(6)

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں طبیعیات کی تعریف اس طرح کی گئی ہے : طبیعیات وہ بنیادی علم ہے جو مادہ اور توانائی اور ان دونوں کے باہمی تعامل کے بارے میں بحث کرتا ہے اور مادہ کی ساخت کے بارے میں بنیادی سوالات اور اس کے اندر پائے جانے والے عنصری اجزاء کے باہمی تعاملات کا مطالبہ کرتا ہے، جو تجرباتی طور پر قابل بحث ہو سکتے ہیں۔ (۷)

اس بحث سے بخوبی واضح ہے گیا کہ طبیعیات ایک ہمہ گیر سائنس ہے جس کے بہت لمبے ہاتھ ہیں۔ چنانچہ اس علم نے آج ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کا احاطہ کرر کھا ہے۔ گھروں میں، دفتروں میں، بازاروں میں، ہسپتالوں میں اور جنگی میدانوں میں استعمال کی جانے والی کوئی چیز ایسی نہیں رہ گئی ہے جس میں طبیعیات کا عمل دخل نہ رہ گیا ہو۔ اسی علم کی بدولت آج بجلی، بھاپ، اشعاعی قوت اور جوہری توانائی وغیرہ کا استحصال ممکن ہوسکا ہے۔ اور یہ وہ طاقتیں ہیں جو ہمارے گھروں، سڑکوں اور بازاروں کو منور کررہی ہیں، موٹروں، ریلوں اور ہوائی جہازوں کو چلارہی ہیں اور بڑی بڑی مشینوں کو حرکت میں لاکر کارخانوں کو متحرک رکھنے میں بنیادی رول ادا کررہی ہیں۔ نیز انہی طاقتوں کی بدولت آج انسان خلاؤں میں تانک جھانک کررہاہے اور چاند کی تسخیر کرکے مریخ اور مشتری پر ڈورے ڈال رہاہے۔ اسی طرح آج برقی مقناطیسی لہریں پیدا کرکے مواصلات کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب لاچکا ہے۔ چنانچہ لاسلکی پیغامات کے ذریعہ اب یہ ممکن ہوگیا ہے کہ انسان دنیا کے کسی بھی مقام میں بیٹھ کر دور دراز کے شہروں ہی سے نہیں بلکہ چاند اور مریخ سے بھی رابطہ قائم کرسکتا ہے اور وہاں کے حالات کا بچشم دید مطالعہ ومشاہدہ کرسکتا ہے، جس طرح کہ کمپیوٹر انٹرنیٹ کے ذریعہ بذریعہ "ای میل" اپنے پیغامات ایک سکنڈ سے بھی کم وقفے میں دنیا بھر کے تمام کمپیوٹروں کو بیک وقت پہنچاسکتا ہے۔ نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ کی مدد سے دنیا بھر کے اخبارات کا (جو اس سروس سے منسلک ہوں) اور اسی طرح دنیا بھر کی لائبریریوں میں موجود کتابوں کا گھر بیٹھے مطالعہ کرسکتا ہے۔ غرض سائنس اور ٹیکنالوجی کے یہ تمام محیر العقول کارنامے آج علم طبیعیات ہی کی بدولت ممکن ہوسکے ہیں جو اس کوچے سے ناواقف لوگوں کو جادو کی نگری معلوم ہوتے ہیں۔ کثرت مباحث کی وجہ سے اس علم کی بے شمار شاخیں وجود میں آچکی ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان پر ایک نظر ڈالی جائے، تاکہ طبیعیات کی کارفرمائیوں کا ایک خاکہ ہمارے ذہن میں آجائے۔ اس علم کی شاخیں اور مختصر تعریفیں حسب ذیل ہیں:

(۱)۔ صوتیات (Acoustics) یہ علم آواز کے وقوع اور اسکی خصوصیات سے بحث کرتا ہے۔

(۲)۔ جوہری طبیعیات (Atomic Physics) اس علم میں جوہر، اسکی خصوصیات اور اسکے

عمل سے بحث کی جاتی ہے۔(۳)۔حیاتیاتی طبعیات(Biophysics)اس علم کے تحت زندہ اشیاء پر اثرانداز ہونے والے طبیعی عوامل واثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔(۴)۔کریوجینکس (Cryogen-ics) اس کے تحت اقل ترین درجہ حرارت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔(۵)۔کہربائی حرکیات (Electrodynamics) اس میں بجلی اور مقناطیس کی قوتوں کے درمیان پائے جانے والے اتصال کی تحلیل کی جاتی ہے۔(۶)۔سیالی طبیعیات(Fluid Physics)اس کا تعلق سیالی اشیاء اور گیسوں کے عمل اور ان کی حرکات سے ہے۔(۷)۔ارضیاتی طبیعیات(Geophysics)اس میں طبیعیاتی قوانین کے ذریعہ زمین، ہوا اور پانی کے احوال کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔(۸)۔طبی طبیعیات (Health Physics)اس کے تحت ان لوگوں کی حفاظت کا سامان کیا جاتا ہے جو اشعاعی دائرہ میں کام کرتے ہیں۔(۹)۔ریاضیاتی طبیعیات (Mathematical Physics) اس میں ان ریاضیاتی نظاموں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو طبیعیاتی مظاہر میں پائے جاتے ہیں۔(۱۰)۔میکانیات(Machan-ics)اس علم کے تحت ان چیزوں کے عمل اور ان کے نظاموں کا جائزہ لیا جاتا ہے جو مختلف قوتوں کے رد عمل کے طور پر کام کرتے ہیں۔(۱۱)۔سالماتی طبیعیات(Molecular Physics)اس میں سالمات کی ہیئت، ان کے خصائص اور ان کے برتاؤ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔(۱۲)۔جوہری طبیعیات(Nuclear Physics)کا موضوع بحث جوہری مرکزہ کی ساخت اور اسکی خصوصیات ہے جسکی روسے جوہری تعامل اور اس کے رد عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔(۱۳)۔بصریات(Op-tics)اس میں روشنی کی ساخت اور اسکے عمل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔(۱۴)۔ذراتی طبیعیات(Parti-cle Physics)اس علم کے تحت بنیادی ذرات(Elementry Particles) کے عمل اور ان کی خصوصیات کی تحلیل کی جاتی ہے۔(۱۵)۔پلازما طبیعیات(Plasma Physics) اس علم میں اونچے درجے کی رواں ساز گیسوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔(۱۶)۔کوانٹم طبیعیات(Quantam Physics)اس میں کوانٹم نظریہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جاتا ہے جو مادہ اور کہربائی و مقناطیسی اشعاع زنی کے باہمی تعامل سے متعلق ہیں۔(۱۷)۔ٹھوس مادوں کی طبیعیات(Solid-State Physics)اس کے تحت ٹھوس اشیاء میں پائے جانے والے طبیعی خواص کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

۶م۶

(۱۸)۔ حرکیات حرارت(Thermodynamics)اس علم میں حرارت اور طاقت کی دوسری شکلوں اور طاقت کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کرنے پر بحث کی جاتی ہے۔(۸)

۵۰ ھ ۲ ژروایتی طبیعیات کا دائرہ علم مقادیر، میکانیات، حرارت، بجلی، مقناطیس، بصریات اور آواز پر مشتمل تھا، لیکن اب جدید طبیعیات میں نظریہ اضافیت اور کوانٹم میکانیات کا بھی اضافہ ہو گیا ہے(۹)۔ اور موجودہ وقت میں کوانٹم میکانیات نے بہت زیادہ اہمیت حاصل کرلی ہے۔ واضح رہے کہ تمام طبیعی قوانین وضوابط صحیفہء فطرت میں پائے جانے والے خدائی ضوابط ہیں جو ازل سے لے کر اب تک برابر جاری وساری ہیں اور ان کا سلسلہ قیامت تک اسی طرح بغیر کسی انقطاع کے جاری رہے گا اور ان قوانین میں انسانی کوششوں کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ بلکہ انسان صرف اتنا ہی کرتا ہے کہ وہ ان قوانین قدرت بلکہ زیادہ صحیح معنوں میں "قوانین ربوبیت" کی تحقیق و تفتیش کر کے اپنی عملی زندگی میں ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور تمدن کو ایک نیا رخ دے دیتا ہے۔ چنانچہ ان قوانین کے کھوج نکالنے پر دو قسم کے فوائد ہمارے سامنے آتے ہیں: ایک تو مظاہر عالم کی ساخت اور ان کی خصوصیات کا علم جو علمی واستدلالی حیثیت سے توحید باری اور اس کی ابدی صفات کا اثبات کرنے والا ہے اور دوسرے مادی اشیاء کے نظاموں میں پائے جانے والے مادی فوائد سے استفادہ۔ یہی وہ "اسماء و مسمیات" یا چیزوں کے خواص و تاثیرات اور دینی و دنیوی فوائد ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے ہی دن عطا کر دیا تھا اور یہی وہ علم ہے جس پر خلافت ارض کا دارومدار ہے جیسا کہ تفصیلات پچھلے صفحات میں گزر چکی ہیں۔ (((جاری ہے)))

﴿ مراجع ﴾

(۱)۔ معجزۃ القرآن' محمد متولی شعراوی' ص ۱۵۸' قبرص ایڈیشن' ۱۴۰۷ھ۔ (۲)۔ الاسلام علی مفترق الطرق' (اسلام ایٹ دی کراس روڈ کا عربی ترجمہ)' ترجمہ از عمر فروخ' ص ۷۱۔۷۲' مطبوعہ بیروت' ۱۹۷۴ء۔

(۳)۔ Guide to Modern Thought, by C.E.M. Joad, P.108, London.

(۴)۔ Abid,P.17 (۵)۔ The Key to the Universe, Nigel Carder, P.14, London,1977

(۶)۔ Physics: Classical and Modern, W.Edward Gettys, P.1, New York, 1989.

(۷)۔ دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا: ۱۴/ ۴۲۴' مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔ (۸)۔ دیکھئے دی ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا: ۱۵/ ۷۴۳' مطبوعہ لندن' ۱۹۹۶ء۔ (۹)۔ دیکھئے فزکس: کلاسکل اینڈ ماڈرن' ص ۱' مطبوعہ لندن۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب عبدالماجد صاحب
لیکچرار گورنمنٹ کالج مانسہرہ

کائنات میں غوروفکر اور معرفتِ ربانی

تفکر کائنات میں غوروفکر کو کہا جاتا ہے۔ یعنی پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کی جو نشانیاں (آیات) پھیلی ہوئی ہیں ان میں سوچ اور فکر کر کے رب ذوالجلال کی معرفت حاصل کرنا۔ تفکر معرفت کا سبب ہونے کی وجہ سے افضل عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حسن بن عامرؒ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے صحابہؓ سے سنا کہ ایمان کا نور اور روشنی تفکر ہے۔ (معارف القرآن ج ۲/ص ۲۶۷)۔ حسن بصریؒ کا قول ہے "تفکرساعةٍ خیرمن قیام لیلةٍ" یعنی ایک ساعت کا تفکر پوری رات کے قیام (عبادت) سے افضل ہے۔ حضرت علیؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آیات قدرت میں غوروفکر کرنے کے برابر کوئی عبادت نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تفکر کو افضل ترین عبادت قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کونسا عمل افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! خدائے پاک کا علم۔ پھر صحابہؓ نے پوچھا کونسا علم مراد لے رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدائے پاک کا علم۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم عمل کے بارے میں دریافت کر رہے اور آپ علم کے متعلق جواب دے رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کے علم کے ساتھ ساتھ تھوڑا عمل بھی نفع دیتا ہے اور جہالت کے ساتھ زیادہ عمل بھی فائدہ نہیں دیتا۔ (ابن عبدالبر احیاء العلوم)۔ اس حدیث پاک میں جس چیز پر زور دیا گیا ہے وہ خدائے پاک کا علم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاننا۔ اس کے اعمال اور صفات کا علم حاصل کرنا اور اس کے مختلف تخلیقی کارناموں اور کرشمہ سازیوں سے واقف ہونا اور اسکی کبریائی اور عظمتوں سے واقفیت حاصل کرنا ہی اصل میں اللہ تعالیٰ کا علم حاصل کرنا ہے۔ ذات باری تعالیٰ کی کنہ و حقیقت سے کوئی انسان واقف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ انسانی حواس و عقل سے وراء الوراثم وراء الوراء ہے اس لئے اس کی ذات میں غوروفکر سے منع کیا گیا ہے اور کائنات میں غوروفکر کا حکم دیا

ہے جیسے کہ اکابر اہل معرفت کی وصیت ہے کہ "تفکروافی آیات اللہ ولا تتفکروافی اللہ" (بحوالہ معارف القرآن، ج ۲ / ص ۲۶۶) اس کیلئے قرآن عظیم کی کئی آیات میں تفکر کی دعوت دی گئی ہے۔ سورۃ ال عمران کے آخری رکوع میں اولوالالباب (عقل مندوں) کی ایک اہم صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں لیکن وہاں تفکر سے پہلے ذکر اللہ کو بیان کیا ہے کیونکہ تنہا فکر کافی نہیں بلکہ گمراہی کا سبب بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اسکے ساتھ اللہ کی یاد اور اسکی عظمت کا استحضار انتہائی ضروری ہے۔ کافر بھی کائنات میں غور و فکر کرتا ہے لیکن وہ اسباب و علل سے آگے نہیں جاسکتا جبکہ مومن آفاق و انفس میں غور و فکر سے رب تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا علم حاصل کر کے تعارف خدا تعالیٰ حاصل کرتا ہے۔ کائنات میں غور و فکر سے مراد تمام مخلوقات عالم کے عجائبات میں سوچ بچار اور ان کا علم (مراد) ہے۔ صرف زمین پر نباتات و حیوانات کی ۱۵ لاکھ (پندرہ لاکھ) سے زیادہ اقسام (Species) ہیں۔ مثلاً تمام انسان ایک قسم ہے۔ تمام چیونٹیاں اربوں کھربوں کی تعداد ایک قسم ہے۔ تمام کوے ایک نوع (Species) ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک قسم کے اندر رب تعالیٰ کی بے شمار قدرتیں اور نشانیاں ہیں جن کے لکھنے کیلئے دفتر کے دفتر درکار ہیں مثلاً صرف پودوں کے پتوں کے اندر خوراک کے تیار کرنے کے نظام کو سمجھنے اور بیان کرنے کیلئے ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن ابھی تک ماہرین نباتات (Botanists) یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اس حوالہ سے سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ سعدیؒ آج سے سینکڑوں سال قبل یہ بات مومنانہ فراست سے کہہ چکے ہیں کہ ؎

برگ درختانِ سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر ایست معرفت کردگار

یعنی ایک ہوشیار اور عقل مند آدمی کی نظر میں درختوں کے سبز پتوں میں پروردگار کی معرفت کے دفتر موجود ہیں یعنی یہ سبز پتے کیسے اور کس انداز سے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کر کے فضا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتے ہوئے زمین سے پانی اور نمکیات کو ملا کر گلوکوز اور شکر تیار کرتے ہیں اور رب تعالیٰ کی گلوکوز اور شکر بنانے کی یہ فیکٹریاں ایسی ہیں جو باقی تمام حیوانات اور انسانوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں لگی ہوئی ہیں اور کبھی بند نہیں ہوتیں۔ ایک اور شاعر نے کیا پیاری بات کہی ہے کہ

ہر گیاہے کہ از زمیں روید وحدہ لاشریک لہ گوید

یعنی زمین سے جو گھاس اور جو پودا بھی نکلتا ہے وہ گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے یعنی سامنے شکل کے لحاظ سے بھی کہ صرف سنگل شاخ کے طور پر نکل کر بھی اور پھر اپنے اندر پورے پیچیدہ نظام کو لے کر پیدا ہو کر بھی جس کا ذکر ابھی ہوا ہے۔ علاوہ ازیں جدید سائنس نے (خصوصاً فلکیات جدیدہ نے) تفکر کی مزید راہیں کھولی ہیں اور جس زمین' چاند اور سورج کو ہم کل کائنات سمجھتے تھے وہ سارا نظام شمسی کل کائنات کے مقابلے میں ایک ذرہ کے برابر نکلا۔ انسان نے جب تحقیق کی اور زمین سے آسمان تک کی وسعتوں کا مشاہدہ کیا تو خدا کی عظمت کے بے شمار نشان نظر آئے۔ مثلاً ہماری زمین کا قطر بارہ ہزار سات سو چون کلو میٹر (۱۲۷۵۴) ہے جبکہ جو پیٹر (Jupiter) (مشتری) کا قطر ایک لاکھ بیالیس ہزار سات سو چون کلو میٹر (۱۴۲۷۵۴) ہے اور نظام شمسی کے مرکز یعنی سورج کا قطر (Diameters) چودہ لاکھ کلو میٹر (۱۴۰۰۰۰۰) ہے یعنی زمین سے وہ ۱۰۹ گنا بڑا۔ قطر کی یہ وسعت کم نظر آنے لگتی ہے جب ہم اپنی کہکشاں کا قطر معلوم کرتے ہیں جو کہ ایک لاکھ کو جب ۹۵ کھرب سے ضرب دی جائے تو اس کے حاصل ضرب کے برابر کلو میٹر کا قطر ہماری کہکشاں (Milky way) کا ہے۔ جس کا عرض 20 ہزار X 95 کھرب کلو میٹر ہے۔ اسی کہکشاں میں ہمارا نظام شمسی بھی ہے اور اسمیں ایک لاکھ ملین یعنی سو ارب ستارے (۱۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰) پائے جاتے ہیں۔ ہمارا پورا نظام شمسی اس کہکشاں کے ایک کونے میں چھوٹا سا ٹکڑا نظر آتا ہے اور سائنسی تحقیق سے ایسی ہی مزید ایک سو ارب کہکشاؤں کا سراغ لگایا جا چکا ہے۔ یہ تو جسامت کے لحاظ سے کائنات کی وسعت کا اندازہ تھا۔ اب فاصلوں کے حوالہ سے اندازہ کیجئے کہ زمین سورج سے صرف ۱۵ کروڑ کلو میٹر دور ہے جبکہ نیپچون (Neptune) سورج سے چار ارب ۹۴ کروڑ ۵۰ لاکھ کلو میٹر دور ہے (۴۴۹۵۰۰۰۰۰۰)۔ پلوٹو (Pluto) کا سورج سے فاصلہ پانچ ارب ۹۱ کروڑ کلو میٹر ہے۔ یہ فاصلے اس وقت بہت معمولی رہ جاتے ہیں جب کہ ملکی وے (Milkyway) کا فاصلہ ۹۲ ہزار x ایک ہزار x ایک ارب کلو میٹر کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مزید کہکشاؤں کے فاصلے جو کہ اب متعین ہو رہے ہیں وہ ہندسوں یا لفظوں میں پورے نہیں لکھے

جاسکتے۔ اب ذرا آگے بڑھئے اور وقت کے حوالہ سے کائنات کی وسعت کا اندازہ لگائیے۔ جدید زمانے کے ریڈیائی ہیئت دانوں نے ایک کہکشانی نظام کا مشاہدہ کیا ہے اس کے متعلق اندازہ ہے کہ اس کی جو شعاعیں اس سے چار ارب نوری سال سے بھی پہلے روانہ ہوئی تھیں وہ آج ہم تک پہنچی ہیں۔ ستاروں کا فاصلہ ماپنے کیلئے ہمارے اعداد و شمار ناکافی ہیں اس لئے نوری سال کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔ نور یعنی روشنی ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کلو میٹر سے زیادہ سفر طے کرتی ہے اس طرح ایک سال میں اس کا سفر تقریباً ۹۵ کھرب کلو میٹر ہوا۔ یہ فاصلہ نوری سال کا ہے۔ اب ۴ ارب کو ۹۵ کھرب سے ضرب دیجئے تو کہکشاں کے ایک سرے دوسرے سرے تک کا فاصلہ یا وقت معلوم ہوگا ایک روشنی جو ایک کہکشاں سے چلی ہے وہ ہمارے کرہ (زمین) تک کتنے وقت میں پہنچی۔ تازہ ترین مشاہدے میں ایسی کہکشاں بھی دیکھی گئی ہے جسکی روشنی ہم تک دس ارب نوری سال میں پہنچی ہے یعنی اس نے دس ارب x ۹۵ کھرب کلو میٹر کا فاصلہ طے کیا ہے۔

ہماری کہکشاں (جو کہ ایک سو ارب ستاروں پر مشتمل ہے) سے قریب ترین کہکشاں ۲۰ لاکھ نوری سال کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ تمام کہکشائیں بڑی دوربین (Telescope) سے نظر آتی ہیں۔ ہم اپنی آنکھ سے صرف چار کہکشائیں دیکھ سکتے ہیں۔ ہماری کہکشاں انیس (۱۹) دیگر کہکشاؤں کے ساتھ ملکر ایک گروپ بناتی ہے اس گروپ کا قطر پچاس لاکھ نوری سال ہے۔ یہ تمام کہکشائیں ہم سے نیز ایک دوسرے سے دور جارہی ہیں اور کائنات میں زبردست توسیع ہو رہی ہے۔ ماہرین فلکیات کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ

All the galaxies are racing away from us and from each other.... this suggests that the whole universe is expanding.

تمام کہکشائیں ہم سے نیز ایک دوسرے سے بھاگ رہی ہیں...... معلوم ہوتا ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے۔ (بحوالہ میری آخری کتاب 'ڈاکٹر غلام جیلانی برق' ص ۲۰)۔ سورج صرف آگ کا کرہ ہی نہیں بلکہ قدرت نے اس کو برقی قوت کا منبع بھی بنایا ہے۔ اس سے جو توانائی (Energy) خارج ہوتی ہے وہ فی سیکنڈ چالیس لاکھ ٹن ہوتی ہے اور وہ اس حساب سے ۲۴ گھنٹوں میں ۳ کھرب ۴۵ ارب

۶۰ کروڑ ٹن قوت خارج کرتا ہے۔ جو طاقت زمین کے حصے میں آتی ہے وہ دن بھر میں فی مربع میل ۴۵ لاکھ ہارس پاور ہوتی ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ سورج کیا ہوا ایک عظیم ترین پاور ہاؤس ہوا۔ اور ساتھ ساتھ یہ سوچئے کہ یہ طاقت سورج کی پیدائش سے اب تک کتنے ٹن خارج ہوئی ہو گی۔ کروڑوں سال سے بے انتہا اخراج حدت کے باوجود اس کی طاقت میں نہ کمی ہوئی ہے اور نہ ہو گی۔ اس میں اس کے خالق نے ایسا انتظام کیا ہے کہ طاقت خود بخود بنتی رہتی ہے۔ سورج کی سطح کی حدت ۵ ہزار ۵ سو سنٹی گریڈ ہے اور مرکزی حصے کی حدت کا اندازہ ۵ کروڑ سنٹی گریڈ کیا گیا ہے۔ آفاق کا یہ مختصر ساخاکہ رب العالمین کی کائنات میں سے ایک چھوٹی سی جھلک ہے ورنہ ابھی تک سائنسدان یہ تاکید سے کہتے ہیں کہ جو کائنات ہم نے دریافت کی ہے اس سے کہیں زیادہ کائنات کا وہ حصہ ہے جو ابھی دریافت نہیں ہوا۔ کائنات کے اس مختصر سے خاکے کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ انسان کائنات کی ان تمام وسعتوں پر غور و فکر کرے اور اس غور و فکر کے نتیجے میں خالق کائنات کی عظمت و قدرت کا جو احساس وادراک حاصل ہو اور جو کیفیت قلب میں پیدا ہو اس کے نتیجے میں رب تعالیٰ کی حکمت و قدرت کے ظہور کے بعد علی وجہ البصیرت ایمان حقیقی کی بنیاد بنے اور آج کا جدید انسان ان تمام وسعتوں کے مطالعہ کے بعد دل کی گہرائیوں سے یہ آواز سنے :

"ہاں اے کائنات کے خالق و مالک آپ نے یہ وسیع و عریض کائنات بے کار اور عبث تو پیدا نہیں کی بلکہ ایک عظیم منصوبے کے تحت ایک مقصد کے لئے پیدا کی ہے اور اس مقصد کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ رب العالمین نے اس زمین پر اپنے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نمائندے (رسول و نبی) بھیجے اور آخر میں اپنے سب سے بڑے نمائندے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا کہ وہ قرآن حکیم کی آیات بینات سے تمام انسانیت کو سمجھائیں کہ کائنات اور اس میں انسان صرف طبعی قوانین (Physical Laws) کے تحت ارتقائی عمل (Evolutionary process) کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ رب کائنات کی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ تاکہ انسان رب تعالیٰ کی تشریعی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اس کی رضا کا طالب ہو اور یوں وہ یہاں بھی اور مرنے کے بعد والی حقیقی زندگی یعنی آخرت میں کامیاب ہو۔

بحث و نظر
سلسلہ نمبر ۴

مولانا سیف اللہ حقانی
رئیس دارالافتاء، دارالعلوم حقانیہ

اختلاف مطالع کا مبحث فقہ حنفی کی روشنی میں

نفس اختلاف مطالع میں تو کسی کا اختلاف اور نزاع نہیں ہے یعنی کبھی نہ کبھی دو شہروں میں اسقدر بعد ہوتا ہے کہ ایک شہر کا ہلال مثلاً جمعہ کی رات کو طلوع ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے شہر میں اس رات کو طلوع نہیں ہوتا ہے۔

ردالمختار معروف بہ شامی میں ہے اعلم ان نفس اختلاف المطالع لا نزاع فیہ بمعنی ان قدیکون بین البلاتین بعد بحیث یطلع ھلال کذافی احدی البلدتین دون الاخری ۔(ترجمہ) جاننا چاہیے کہ نفس اختلاف مطالع پر اتفاق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اس معنی پر کہ کبھی کبھار دو شہروں میں اتنی دوری ہوتی ہے کہ کسی خاص رات میں ہلال و چاند ان دونوں شہروں میں سے ایک شہر میں طلوع ہوتا ہے جبکہ اس رات میں دوسرے شہر میں طلوع نہیں ہوتا ہے۔ ص ۱۰۵ ج ۲۔ بلکہ اختلاف اس میں ہے۔ کہ شرعاً مطالع کا اختلاف معتبر ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلہ میں بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مطالع کا اختلاف معتبر ہے۔ امام زیلعی اور صاحب الفیض نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ اور شوافع بھی اسی کو صحیح کہہ رہے ہیں۔ جبکہ فقہ حنفی کی ظاہر روایت یہ ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اسی پر موالک وحنابلہ اور جمہور احناف رحمھم اللہ تعالیٰ نے اعتماد کیا ہے۔

ردالمختار میں ہے۔ " و انما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی انہ ھل یجب علی کل قومٍ اعتبار مطلعھم ولا یلزم احداً العمل بمطلع غیرہ ام لا یعتبر اختلافھا بل یجب العمل بالا سبق حتی لو روئی فی المشرق لیلۃ الجمعۃ وفی المغرب لیلۃ السبت وجب علی اھل المغرب العمل بمارآہ اھل المشرق فقیل

باالاول واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعيه لان كل قوم مخاطبون بما عندهم كما فى اوقات الصلوة وايّده فى الدّرر بما مرمن عدم وجوب العشاء والوتر على فاقدو قتهما. وظاهر الرواية الثانى وهو المعتمد عندنا وعند المالكيه والحنابله لتعلق الخطاب عاماً بمطلق الروية فى حديث صوموالرويته" بخلاف اوقات الصلوات. ردالمحتار ص ۱۰۵ ـ ج ۲ـ

(ترجمہ) البتہ اختلاف مطالع کے اعتبار میں اختلاف ہے اس معنی پر کہ آیا ہر قوم پر خود ان کے مطلع کا اعتبار واجب ہے اور کسی پر بھی یہ لازم نہیں کہ وہ غیر کے مطلع پر عمل کرے ۔ اور یا یہ کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے ۔ بلکہ اسبق پر عمل واجب ہے ۔ اس طور پر کہ اگر مشرق میں جمعہ کی رات کو چاند دیکھا گیا اور مغرب میں ہفتہ کی رات کو تو اھل مغرب پر اھل مشرق کی روایت کے مطابق عمل واجب ہو گا ؟ تو بعض نے کہا ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار کیا جاویگا ۔ اور امام زیلعی اور صاحب الفیض کے نزدیک یہی معتبر ہے ۔ اور یہی شوافع کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ہر قوم اپنے اپنے مطلع کی پابند ہے ۔ جیسا کہ اوقات صلاۃ کے باب میں ہر قوم اپنے اپنے مطلع کی پابند ہے ۔ اور صاحب دُرر نے اسکی تائید اس وجہ سے کی ہے کہ جو شخص عشاء اور وتر کا وقت نہ پاتا ہو تو اس پر عشاء اور وتر واجب نہ ہو نگے ۔ اور ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ مطالع کا اختلاف معتبر نہیں ہے ۔ اور یہی موالک اور حنابلہ اور جمہور احناف کا معتمد قول ہے ۔ کیونکہ حدیث صوموالرؤیتہ خطاب عام کا تعلق مطلق رؤیت کیساتھ ہے بخلاف اوقات نماز کے آچکا ہے ۔ اور درمختار میں ہے ۔ واختلاف المطالع غير معتبر على ظاہر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوى. بحر عن الخلاصة فيلزم اهل المشرق برء وية اهل المغرب اذاثبت عندهم روية اولئك بطريق موجب كمامر. وقال الزيلعى الاشبه انه يعتبر لكن قال الكمال الاخذ بظاہر الرويت احوط. ص ۱۰۵ ج ۲ (ترجمہ) ظاہر الروایہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے اور اکثر مشائخ نے اس کو ہی اپنایا ہے اور اس ہی پر فتوی ہے ۔ بحر بہ حوالہ خلاصہ ۔ لہٰذا اہل مشرق پر اہل مغرب کی رؤیت کی وجہ سے صوم و فطر کے ہلال کا ثبوت لازم آتا ہے ۔ جبکہ اہل

مشرق کے ہاں طریق موجب کے ساتھ اہل مغرب کی رؤیت ثابت ہو جائے اور علامہ زیلعی فرما رہے ہیں کہ اشبہ یہ ہے کہ اختلاف مطلع کا اعتبار کیا جاویگا۔ لیکن علامہ کمال فرمارہے ہیں کہ احوط یہ ہے کہ ظاہر الروایہ پر عمل کیا جائے۔ اور فتح القدیر میں ص ۲۴۳ ج ۲ پر ہے واذا ثبت فی مصرلزم سائر الناس فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب فی ظاهر المذهب۔ و قیل یختلف با ختلاف المطالع لان السبب الشهر و انعقاده فی حق قوم للرؤیة لایستلزم انعقاده فی حق آخرین مع اختلف المطالع و۔ صار کمالو زالت او غربت الشمس علی قوم دون آخرین وجب علی الاولین الظهرو المغرب دون اولئك۔

وجه الاول عموم الخطاب فی قوله صوموا معلقاً بمطلق الرویة فی قوله لرویته وبروية قوم یصدق اسم الروية فیثبت ما تعلق به من عموم الحکم فیعم الوجوب۔ بخلاف الزوال والغروب فانه لم یثبت تعلق عموم الوجوب بمطلق مسماه فی خطاب من الشارع والله تعالیٰ اعلم۔ (ترجمہ) اورجب کسی شہر میں روزہ و فطر کے ہلال کا ثبوت متحقق ہو جائے تو پھر تمام دنیا کے مسلمانوں کے حق میں صوم و فطر کے ہلال کا ثبوت لازم آتا ہے۔ اس لئے ظاہر روایت کی رو سے اہل مغرب کی رؤیت کیوجہ سے اہل مشرق کے حق میں رمضان و عید کے چاند کا ثبوت لازم آتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مطالع کے اختلاف کیوجہ سے روزہ اور عید میں ایک شہر کا دوسرے شہر سے اختلاف آسکتا ہے۔ کیونکہ سبب شہر یعنی مہینہ ہے اور شہر و مہینہ کا انعقاد جب رؤیۃ کی وجہ سے کسی ایک قوم کے حق میں آجائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اختلاف مطالع کے ہوتے ہوئے دوسری قوم کے حق میں بھی مہینہ کا انعقاد آجائے۔ جسطرح کہ جب ایک قوم کے ہاں زوال یا غروب شمس آتا ہے اور ان پر ظہر اور مغرب کی نماز فرض ٹھہر جاتی ہے۔ مگر دوسری قوم پر جب تک زوال یا غروب شمس نہ آیا ہو تو ان پر ظہر اور مغرب کی نماز فرض نہ ہو گی۔ اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کیوجہ یہ ہے کہ حدیث ''صوموالرؤیتہ '' میں خطاب عام کا تعلق مطلق رویت سے آچکا ہے۔ اور کسی ایک قوم کی رویت پر اسم رویت صادق آتی ہے۔ للذا رؤیت سے متعلق حکم عام ثابت ہو کر وجوب علی سبیل العموم تحقق آئیگا۔ بہ خلاف زوال

وغروب کے کیونکہ کسی بھی خطاب شارع میں وجوب عام کا تعلق انکے مطلق وعام مسمّی سے نہ آچکا ہے۔ اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاہر الروایة کذافی فتاوٰی قاضیخان وعلیه فتوی الفقیه ابی اللیث وبه یفتی شمس الائمة الحلوانی قال لو رای اهل مغرب هلال رمضان یجب الصوم علی اهل مشرق کذا فی الخلاصه ثم انما یلزم الصوم علی متاخری الرء ویة اذا ثبت عندهم رء ویة اولیك بطریق موجب۔ ص ۱۹۸/ ۱۹۹ ج ۱ (ترجمہ) فقہ حنفیہ کی ظاہر الروایۃ کی رو سے اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ فتاویٰ قاضیخان میں اسی طرح کہا گیا ہے اور فقیہ ابو اللیث اور شمس الائمہ الحلوانی اسی پر فتوی دیا کرتے اور شمس الائمہ الحلوانی فرمایا کرتے کہ جب اہل مغرب کو روزہ کا چاند نظر آئے تو اہل مشرق پر بھی روزہ واجب ہو گا جبکہ اہل مشرق کے ہاں اہل مغرب کے رؤیت شرعی ضابطہ کے مطابق ثابت ہو جائے۔ اور فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ میں ہے۔ ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاہر الرویة و کذا ذکر شمس الائمة الحلوانی رحمه الله تعالیٰ۔ ص ۱۹۸، ج ا (ترجمہ) مذہب حنفیہ کی ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور شمس الائمہ الحلوانی نے بھی یہی کہا ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے۔ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ واذا ثبت الهلال فی بلدة و مطلع قطر ها لزم سائر الناس فی ظاہر المذهب وعلیه الفتوی وهو قول اکثر المشائخ فیلزم قضاء یومٍ علی اهل بلدة صاموا تسعة و عشرین یوماً لعموم الخطاب "صو موا لرؤیته" وقیل یختلف ثبوته باختلاف المطالع واختاره صاحب التجرید وغیره کما اذا زالت الشمس عند قوم و غربت عند غیر هم فاالظهر علی الاولین لاالمغرب لعدم انعقاد السبب فی حقهم۔ (ترجمہ) اور جب کسی بلد اور کسی قطر وطرف کے مطلع میں چاند نظر آئے تو ظاہر مذہب کی بناء پر تمام مسلمانوں پر اسکے موجب پر عمل لازم ہو گا۔ اور اسی پر فتوی ہے اور اس پر اکثر مسائخ ہیں۔ لہٰذا جس شہر والوں نے ۲۹ روزے رکھ لئے ہوں ان پر ایک دن کے روزہ کا قضاء لازم ہو گا۔ اور یہ خطاب "صوموالرویۃ" کے عموم کی وجہ سے اور بعض ائمہ نے کہا ہے

کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے ثبوت ہلال کا اختلاف آتا ہے اور اسی کو صاحب تجرید وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔ جسطرح کہ جب ایک قوم کے ہاں سورج کا زوال اور دوسری قوم کے ہاں سورج کا غروب آجائے تو قوم اول پر ظہر تو واجب ہوگا مگر مغرب ان پر واجب نہ ہوگی کیونکہ مغرب کا سبب ان کے حق میں منعقد نہ ہو چکا ہے۔

اور الطحطاوی علی المراقی میں ہے قوله وَ مطلع قطر ها الاولی ان یقول واذا ثبت الهلال فی مطلع قطر الخ قوله لزم سائر الناس فی سائر اقطار الدنیا اذا ثبت عندهم الرویة بطریق موجب کان یتحمّل اثنان الشهادة او یشهد اعلی حکم القاضی اویستفیض الخبر. بخلاف ما اذا اخبر ان اهل بلدة کذا راوه لانه حکایة ۔ قوله صو موا لرؤیته بدل من الخطاب فانه علق الصوم بمطلق الرویة وهي حاصلة برویة قوم فیثبت عموم الحکم احتیاطاً قوله واختاره صاحب التجرید. وهوا لا شبیه وان کان الاول اصح کذا فی السید. ص ۵۴۱ (ترجمہ)

جب دنیا کے کسی ایک جانب کے مطلع میں ہلال کا ثبوت ہو جائے تو پھر تمام دنیا کے اقطار و جوانب کے مسلمانوں پر اسکے موجب پر عمل لازم ہوگا جبکہ ان کے ہاں طریق موجب کے ساتھ اس ایک قطر و جانب کی رؤیت ثابت ہو جائے اور طریقہ موجب یہ کہ دو معتبر گواہ شھادۃ کا تحمل کریں اوریا قاضی کے حکم پر گواہی دے دیں۔ اوریا خبر مستفیض حاصل ہو جائے اور اس خبر کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ فلاں کے شہر کے لوگوں کو چاند نظر آیا ہے۔ کیونکہ یہ صرف حکایت ہے۔ مصنف کا یہ قول "صوموالرؤیته" خطاب سے بدل ہے اس ارشاد گرامی میں صوم کو رؤیت عام سے معلق کردیا ہے اور یہ رؤیت عامہ کسی ایک قوم کی رؤیت سے بھی متحقق ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی ایک قوم کی رؤیت کی صورت میں بھی حکم عام احتیاطاً ثابت ہو کر رہے گا۔ اور صاحب التجرید نے جس قول کو اختیار کیا ہے وہ اشبہہ ہے اگرچہ قول اول اصح ہے۔ کذافی السید۔

ایک ضروری تنبیہ : یاد رہے کہ فقہاء احناف کا یہ اختلاف کے مطالع کا اختلاف معتبر ہے یا معتبر نہیں علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق یہ صرف رمضان اور عید الفطر کے بارے میں ہے۔ باقی رہا حج

اور قربانی تو انکے بارے میں مطالع کا اختلاف بالاتفاق معتبر ہے۔

ردالمحتار میں ہے۔يفهم من كلا مهم فى كتاب الحج ان اختلاف المطالع فيه معتبر فلا يلزمهم شئى لو ظهر انه روئى فى بلدة أخرى قبلهم بيوم وهل يقال كذالك فى حق الا صخية لغير الحجاج لم اره. والظاہر نعم لان اختلا ف المطالع انما لم يعتبر فى الصوم لتعلقه بمطلق الروية وهذا بخلاف الاضحية فالظاهر انها كا وقات الصلاة يلزم كل قوم العمل بما عندهم فتجزئى الا ضحية فى اليوم الثانى عشر و ان كاعلى رويا غير هم هو االثالث عشر والله اعلم .(ترجمہ) کتاب الحج میں فقہاء کرام کے کلام سے معلوم ہو رہا ہے کہ حج میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ لہٰذا اگر یہ ظاہر ہوا کہ کسی اور شہر میں حجاج سے ایک دن پہلے چاند دیکھا گیا ہے تو اسکی وجہ سے ان پر کچھ بھی لازم نہ آئیگا۔ اور غیر حاجی کی قربانی میں بھی مطالع کا اختلاف معتبر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ روزہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار اسلئے نہ کیا گیا ہے کہ روزے کا تعلق رؤیت عامہ سے ہے۔ جبکہ اضحیہ ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ اوقات نماز کی طرح اضحیہ میں بھی ہر قوم پر اپنے ہی مطلع پر عمل لازم ہے۔ لہٰذا بارھویں ذی الحج کو قربانی درست ہو گی۔ اگرچہ یہ بارھویں ذی الحج دوسرے شہر والوں کے نزدیک تیرھویں ذی الحج ہو۔ مگر ہمارے بعض اکابر رحمھم اللہ تعالیٰ نے حدیث لا نكتب ولا نحسب اور فقہاء کی عبارات کے عموم کیوجہ سے علامہ شامی کی تحقیق سے اختلاف کرتے ہوئے حج اور اضحیہ میں بھی مطالع کے اختلاف کو غیر معتبر ٹھہرایا ہے۔ امداد الفتاوی ص ۸ تا ۱۰۹ ج ۲ میں ہے۔

سوال (۱۶۴) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مدرسہ اشرفیہ راندیر کا ایک طالب علم رؤیت ہلال کی گواہی دور کی قبل عیدالضحیٰ کے نامنظور رکھتا ہے۔ اور موافق ذہن اپنی کے اس پر دلیل عبارت شامی کی جو کہ ذیل میں لکھی گئی ہے پیش کرتا ہے تو یہ موافق شرع شریف کے ہے یا نہیں۔ يفهم من كلا مهم فى كتاب الحج ان اختلاف المطالع فيه معتبر فلا يلزمهم شئى لوظهر انه رئى فى بلدة اخرٰى قبلهم . بيومٍ وهل يقال كذلك فى حق

الاضحیه لغیر الحجاج لم اراه والظاهر نعم اه مختصراً

الجواب ۔ قیاس تو مقتضی ہے اسکو کہ اختلاف مطالع معتبر ہو مگر حنفیہ نے بنا پر قول علیہ السلام لا نکتب ولا نحسب الحدیث اسکا اعتبار نہیں کیا کہ خالی حرج و رعایت قواعد ہیئت سے نہ تھا پس مقتضی حدیث مسطور کا یہ ہے کہ اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہ ہو۔ نہ قبل وقوع عبادات نہ بعد وقوع عبادات، بلکہ ہر مقام کی رؤیت ہر مقام کیلئے کافی ہو جائے۔ چنانچہ قبل وقوع تو کہیں بھی اعتبار نہیں کیا گیا۔ ہاں بعض مواقع میں جیسے بعض بعض صور حج میں اس کا اعتبار کرنا بظاہر مفہوم ہوتا ہے مگر رائے ناقص میں وہ اعتبار اختلاف مطالع کا نہیں۔ لا طلاق الحدیث بلکہ عمل اس حدیث پر ہے الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون والا ضحی یوم تضحون الحدیث او کما قال چنانچہ صاحب ہدایہ نے مسئلہ حج میں اسی کو دلیل ٹھہرایا۔ حیث قال وفی الامر باالاعادة حرج اور علامہ شامیؒ نے ہر چند کہ بناء عدم قبول شہادت کے اعتبار اختلاف مطالع پر ٹھہرائی ہے مگر اسکو کسی نے صراحتاً نقل نہیں فرمایا۔ بلکہ "یفهم من کلامهم" کہا جسکے معنی یہ ہے کہ انکے کلام سے یہ اعتبار متخرج ہوتا ہے تو اصل حنفیہ کے نزدیک کل جگہوں میں عدم اعتبار اختلاف مطالع ٹھہرا۔ کما هو ظاہر من اطلاقاتهم اور استنباط علامہ شامی کا مسئلہ اضحیہ میں اسی بناء پر ہے کہ انھوں نے عدم قبول شہادت کو بعض مسائل حج میں مبنی بر اعتبار اختلاف مطالع ٹھہرایا حالانکہ عند التامل یہ امر غیر صحیح ہے بلکہ بناء اس عدم قبول کی وہی حرج ہے پس جب بناء ہی صحیح نہیں تو مبنیٰ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ کتب مذہب کے خلاف ہو پس صورت مسئولہ میں رد شہادت صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ ۶ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ ۱۳۰۵ھ (امداد ص ۱۸۶۔ ج ۱)

سوال (۱۶۵) کیا حدیث ابن عباسؓ سے جو ترمذی و بخاری میں مروی ہے۔ فقہا نے صرف اختلاف مطالع استنباط کیا ہے حدیث مذکور میں آنحضرت ﷺ کے الفاظ منقول نہیں۔ صرف ابن عباس نے کریبؓ کی شہادت کو جو شام سے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے قبول نہیں کیا۔ کیا استدلال کیا جا سکتا ہے کہ بوجہ اختلاف مطالع یا تنہا شہادت کی وجہ قبول نہیں کیا۔ جس فقہاء نے اختلاف مطالع کو معتبر نہ سمجھا (جیسا کہ در مختار و فتویٰ عالمگیری میں تحریر ہے) انھوں نے اس

حدیث پر عمل کس وجہ سے نہیں کیا۔ اس حدیث پر بصراحت روشنی ڈالیے۔

الجواب۔ قائلین باعتبار اختلاف المطالع نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور حدیث اسکو محتمل ضرور ہے۔ لیکن نافین اعتبار اختلاف المطالع اسکا وہ جواب دے سکتے ہیں جو امام نوویؒ نے اس حدیث کے ذیل میں بعض شافعیہ سے نقل کیا ہے۔ وقال بعض اصحابناتعم الروية فی موضع جميع اهل الارض فعلیٰ هذا نقول انما لم يعمل ابن عباس بخبر كريب لا نه شهادة فلا تبثت بواحد اور حدیث اسکو بھی محتمل ہے۔ فاذا جاء الا حتمال بطل الا ستدلال اسی طرح هكذا امرنا رسول الله ﷺ میں دونوں احتمال ہیں۔ اس حالت میں امام نوویؒ کا اسکے بعد کہنا لکن ظاہر حدیث الخ خصم پر حجت نہیں ہو سکتا۔ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ (تتمہ خامسہ ص ۳۷۵)

ان فقہی روایات وحوالہ جات سے واضح ہوا کہ ظاہر روایت اور مفتی بہ قول کے مطابق اس کی گنجائش موجود ہے کہ تمام بلاد اسلامیہ کا رمضان اور عید الفطر متحد ہو جائیں اس طور پر کہ جب سعودیہ حفظہا اللہ تعالیٰ میں شرعی ضابطہ کے مطابق رمضان وعید کے چاند کی رؤیت ثابت ہو جائے اور پھر یہ رؤیت شرعی اصول کے مطابق دوسرے ممالک اسلامیہ میں ثابت ہو جائے تو ان تمام ممالک اسلامیہ پر روزہ رکھنا اور عید کرنا ضروری ہوگی اور اسی طرح تمام اسلامی دنیا کا بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا روزہ اور عید ایک ہو جائے گی۔ اب رہی یہ بات کہ وہ شرعی ضابطہ کیا ہے؟ جس سے ایک ملک اور ایک قاضی ومسلمان حاکم کے پاس صوم وفطر کے ہلال کا ثبوت آتا ہے۔ اور وہ شرعی اصول کیا ہیں؟ جن سے ایک ملک اور ایک ناحیہ کی رؤیت دوسرے ملک اور دوسرے ناحیہ میں ثابت ہوتی ہے۔ تو ان سوالات کے تفصیلی جوابات کے لئے احسن الفتاوی جلد نمبر ۴ کا رسالہ ”عیون الرجال لرؤیتہ الھلال“ ملاحظہ کر لیا جاوے۔

مگر ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایک ملک اور جانب کی رؤیت کا دوسرے ملک اور جانب میں ثبوت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مثلاً سعودیہ حفظہا اللہ تعالیٰ سے متعدد ٹیلیفون سے یہ معلوم کر لیا جاوے کہ وہاں رؤیت ہلال کا باقاعدہ ثبوت ہو چکا ہے۔ مگر اسمیں یہ شرط ہو گی کہ ٹیلیفون پر بات

(باقی ص ۹۱ پر)

اسلام آباد میں تحفظِ جہاد اور مجاہدین کانفرس کا انعقاد

مورخہ 17 اگست کو لیک ویو موٹل اسلام آباد میں جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تحفظ جہاد و مجاہدین کانفرس منعقد ہوئی جس کی صدارت قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمائی۔ اس کانفرس میں ملک کی ممتاز جہادی تنظیموں کے راہنماؤں اور نمائندوں سمیت ملک کی متعدد اہم مقتدر شخصیات نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کا بنیادی مقصد ملک میں مختلف جہادی اور دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا جہاد اور دیگر اہم ملکی معاملات پر ایک موقف اختیار کرنا پھر کارگل کے محاذ پر حکومت کی شرمناک پسپائی پر اسکی گرفت کرنا اور افغانستان، عظیم ہیرو اسامہ بن لادن پر متوقع امریکی جارحیت کا راستہ روکنا اور مجاہدین و اسامہ بن لادن کیساتھ اظہار یکجہتی کرنا اس کانفرس کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔ اس کانفرنس میں متعدد راہنماؤں نے تفصیلی اظہار خیال فرمایا لیکن ہم یہاں پر تلخیص کے ساتھ چند راہنماؤں کی تقاریر کا خلاصہ اور کانفرنس کا اہم اعلامیہ قارئین الحق کے استفادہ کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ .... (ادارہ)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا خطاب میرے محترم بزرگان دین عمائدین علماء کرام و محترم صحافی حضرات و مدیران جرائد ہماری جماعت الحمد اللہ پہلے دن سے انقلابی جماعت ہے، جہادی جماعت ہے۔ ہم کسی مسئلہ میں تذبذب اور سستی کا شکار نہیں ہوئے سب سے پہلے ہم نے کارگل کے مسئلہ پر اسٹینڈ لیا اسی کے ساتھ افغانستان پر امریکی جارحیت کے خلاف بھی پہلے دن سے ہمارا موقف روز روشن کی طرح واضح ہے اور جہاد کشمیر بھی ہم اپنے ایمان اور سیاست کا جز لاینفک سمجھتے ہیں۔ آج میرا بنیادی مقصد یہ تھا کہ جہادی جماعتوں کے اس کنونشن سے یکجہتی کا اظہار ہو اور مجاہدین کی تنظیمیں کارگل کے محاذ پر حکومتی پسپائی کے بعد کچھ منتشر ہو گئیں ہیں اور انکے مختلف متضاد بیانات سامنے آرہے ہیں کچھ مایوس سے ہو گئی ہیں اور ہم ان میں پوری یکجہتی کا مظاہرہ بعد میں نہیں دیکھ سکے جو کارگل کے محاذ پر ان میں پایا جاتا تھا۔ پھر قوم کو صحیح نقشہ کا علم بھی نہیں ہو رہا کہ کشمیر میں حقیقی صورت حال کیا ہے؟ لوگ اس صورت حال کے بعد کنفیوژن میں

ہیں ٹی وی پر خبر آتی ہے کہ آج 72 بھارتی فوجی مارے گئے ہیں۔

پھر حکومت ڈفلی بجاتے ہے اعلان واشنگٹن کی۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر متضاد دعوے اور شرمناک اور عجیب بیانات آتے رہتے ہیں تو میں چاہتا تھا کہ مجاہدین سب اکٹھے ہو کر جمع ہوں اور قوم کو صحیح صورت حال سے آگاہ کریں یہ تو ایک ابتدائی نشست ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایکدوسری نشست میں سارے اکابرین اور جہادی لیڈر ایک بند کمرے میں جمع ہو کر اکھٹے ہوں۔ میرا مقصد ہے کہ ہمارے مجاہدین اور جہادی قوتیں سب مل بیٹھیں اور وہ دینی جماعتیں جو افغانستان اور جہاد کشمیر میں واضح اور صاف دوٹوک رائے رکھتی ہیں' ایک قوت بن کر ابھریں ہمارے مشترکہ اعلامیہ میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ دینی جماعتوں اور جہادی قوتوں کو عزم کرنا چاہیے اور عہد کرنا چاہیے کہ جو سیاسی جماعتیں ملک میں طالبان کا ساتھ نہیں دے رہی ہیں اور مجاہدین کشمیر کے ساتھ نہیں دیتیں تو ان کے ساتھ کسی قسم کا سیاسی معاہدہ وغیرہ نہیں ہوگا، آپ کے ملک میں کئی جماعتیں ہیں جو طالبان کے خلاف اور کشمیر میں جاری تحریک آزادی کیخلاف ڈھٹائی اور بے غیرتی کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔

آج دینی جماعتیں یہ عزم اور عہد کریں کہ ہماری جانب سے ان لوگوں کیساتھ کوئی تعاون نہیں ہو گا۔ اب ان کو بار بار اپنے کاندھوں پر سوار کر کے انہیں نہیں لائیں گے۔ ہم پچاس سالوں سے یہ جرم کرتے چلے آرہے ہیں کوئی بے نظیر کو اٹھالاتا ہے اور کوئی نواز شریف کو اور کوئی کسی دیگر پراسرار طاقت کو۔ آج ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ دینی جماعتوں کو انقلاب کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ ان جماعتوں کے لئے کبھی آئندہ آلہ کار نہیں بنیں گے۔ ان کے ساتھ اتحادوں سے جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں کو اور دینی جماعتوں کو کچھ نہیں ملتا۔ اور نہ ان کے بار بار برسر اقتدار آنے سے یہاں اسلام آسکتا ہے ہم جمہوریت کے قائل ہیں لیکن اس جمہوریت کے نہیں جس میں "مینڈیٹ" دلایا جاتا ہے۔ نواز شریف کی مینڈیٹ والی جمہوریت جو دراصل امریکہ اور عالمی قوتوں کے ایجنڈوں کی تکمیل کی جمہوریت کا نام ہے اور اسکے ذریعہ کارگل میں بھارت کی بالادستی قبول کرا کے پہلا کام کر دیا گیا اور ہمیں یقین ہے کہ اسی ایجنڈے میں افغانستان کی اسلامی حکومت کا خاتمہ بھی ہے اور اسی ایجنڈے میں اسامہ بن لادن کی گرفتاری اور اسی اعلان واشنگٹن میں سی ٹی بی ٹی اور ایٹمی پروگرام رول بیک کرنا بھی شامل ہے۔ اور دینی مدارس' مذہبی جماعتوں کے بڑھتے ہوئے کردار

کو ختم کرنا اس مینڈیٹ والی حکومت کا اہم مشن ہے۔

آج ہم عملاً غلام ہو چکے ہیں اسلام آباد آج امریکہ اور دہلی کا غلام ہے اور حکمران امریکی آقا کے معمولی نوکر چاکر ہیں۔ اب ہم کو مل بیٹھ کر سوچنا ہوگا کہ جہاد کے بارے میں آئندہ لائحہ عمل کیا طے کریں ایک مٹھی بن کر ہم کو سوچنا ہوگا اور مشترکہ کام کرنا ہوگا۔ پاکستان میں مکمل اسلامی انقلاب کا راستہ ہموار کرنا افغانستان میں تحریک طالبان اور عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کی بھرپور تائید اور سرپرستی کرنا اور تحریک آزادیٔ کشمیر کی ہر ممکن اخلاقی' سیاسی اور فوجی مدد کرنا اور امریکی استعمار کے خلاف جہاد کرنا ہماری اول ترین ترجیحات ہونی چاہئے۔ میں اس سلسلہ میں مولانا فضل الرحمٰن سے بھی ملوں گا اور ایک ساتھ مل کر یہ جدوجہد کریں گے وہ میرا بھائی اور بیٹا ہے آٹھ سال میرے گھر (دار العلوم حقانیہ) میں پڑھا ہے۔ ان کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے میں نے پہلے بھی متعدد بار مخلصانہ کوششیں کیں اور آئندہ بھی امت کے اتحاد یکجہتی کے لئے ان کو منانے کے لئے میں بہت آگے تک جاسکتا ہوں۔ میں نے پہلے دن سے یہ اعلان کیا کہ افغانستان اور اسامہ بن لادن اور امریکی مخالفت کے بارے میں میرا اور مولانا فضل الرحمان کا موقف ایک ہے جسکے شاہد ملک کے تمام بڑے اخبارات ہیں۔ میں قاضی حسین احمد صاحب سے بھی ملونگا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اس مسئلہ میں شامل ہوں۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں دیگر دینی جماعتوں اور محب وطن راہنماؤں کو بھی ہماری طرف سے اس سلسلہ میں مکمل دعوت دی گئی ہے۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے بھی مولانا فضل الرحمان کو بار بار دعوت دی گئی تھی۔ لیکن افسوس کہ آپ شرکت نہ کر سکے۔

آج اگر امریکہ ہمیں گھروں میں لتاڑ سکتا ہے اور لوٹ مار کر سکتا ہے تو وہ پھر ہم سے محفوظ کیوں رہنا چاہتا ہے؟ اسامہ بن لادن کو ہم اسلام کا شیر اور ہیرو سمجھتے ہیں وہ اسلام کا ہیرو ہے اسکا جرم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ جب روس افغانستان میں آیا تو روس کو افغانستان سے نکالنا جہاد تھا اور ہم سب پر جہاد فرض ہو گیا تھا لیکن جب یہی امریکہ سعودیہ اور کویت سمیت دیگر عالم اسلام کے ممالک پر قابض ہو گیا تو آج امریکہ کیخلاف علم جہاد بلند کرنا کیوں ضروری نہیں امریکہ کو ارض مقدس اور حرمین سے نکالنے کے لئے جدوجہد کرنا کیوں دہشت گردی ہے؟
اگر امریکہ روسی استعمار کو افغانستان سے نکالنا جہاد سمجھتا تھا تو پھر آج اسے کیوں دہشگردی سمجھتا

ہے؟ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ انشاء اللہ دینی اور جہادی قوتیں سب مل بیٹھ کر اور متحد ہو کر ایک ایسی تحریک برپا کریں کہ امریکہ کا صرف پاکستان سے نہیں بلکہ سعودی عرب سے بھی نام و نشان ختم ہو جائے آج حجاز مقدس اور حرمین عملاً اس کے کنٹرول میں ہیں اسامہ بے چارہ نقشہ پر ایک ایک جگہ کا نشان بتاتا ہے کہ اس جگہ میں اتنے فوجی ہیں اور اس جگہ پر ان کی اتنی عسکری قوت ہے۔ تو میرے دوستو میرا جی چاہتا تھا کہ ان سب باتوں پر تفصیل سے بات کروں لیکن وقت بالکل کم ہے۔ انشاء اللہ تحفظ جہاد و مجاہدین کے معاملے کو ہم آگے بڑھائیں گے۔ صحافیوں اور مدیران جرائد اور جہادی و دینی جماعتوں علماء اور مشائخ کو ان سب کو ساتھ لیکر آگے بڑھیں گے' ہمارا ان کے ساتھ اظہار یک جہتی مقصود تھا۔ اور یہ کہ ہم سب آپ کی پشت پر ہیں آپ اپنے آپکو اکیلا نہ سمجھیں میں آپ کو ایک مشترکہ اعلامیہ سناتا ہوں اسی کو گویا اجلاس کا خلاصہ سمجھیں۔

جنرل حمید گل صاحب کا خطاب جشن آزادی کے حوالے سے ہم ایک بات بھول جاتے ہیں، کہ پاکستان شب قدر 27 رمضان میں معرض وجود میں آیا تھا لیکن اس کو ہم 14 اگست کو مناتے ہیں۔ جبکہ ہمیں یہ شب قدر ہی میں منانا چاہیے تھا' ہماری آزادی ابھی نہیں آئی ہم ابھی آزاد نہیں ہیں اگر آزاد ہوتے تو سقوط کارگل نہ ہوتا ہم انگریزوں سے آزاد ہو کر امریکیوں کے غلام بن گئے۔ 1192ء میں آخری صلیبی جنگیں لڑی گئیں تھیں 1492 کو ابو عبداللہ نے عیسائیوں کو چابیاں دیں تھیں سات صدیوں کے بعد جہاد شروع ہوا 1992ء اپریل کو مجاہدین افغانستان فاتح بن کر افغانستان میں سپر طاقت کو شکست دے کر داخل ہوئے۔ حکمرانوں کی یہ باتیں غلط ہیں کہ ہم کمزور ہیں معیشت کمزور ہے تاریخ کا مطالعہ کریں اللہ مچھروں سے نمرود کو شکست دیتا ہے ہمیں امریکہ کی ضرورت نہیں اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کو اس پر یقین ہی نہیں اگر افغانستان میں امن آیا ہے تو وہ شریعت کی برکت سے۔ نیو کلئیر ہونے کے باوجود ہم جنگ کی دھمکی سے بھاگ گئے۔ اگر ہم اپنے لیڈروں کو جہاد سے بھاگنے دیں گے تو اس کے ہم بھی ذمہ دار ہونگے۔ ہم انکو بھاگنے نہیں دینگے۔ ہم انشاء اللہ جہاد کی حفاظت کریں گے ہم کشمیر سے بیوفائی نہیں کر سکتے ہماری پرورش میں نہ صرف کشمیر کا پانی شامل ہے کیونکہ دریا وہیں سے آتے ہیں بلکہ اب اس میں مجاہدین کا خون بھی شامل ہو گیا ہے اور اس کو ہم ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ آئی ایم ایف اور دیگر

اداروں کا مین مقصد افواج پاکستان کو ختم کرنا ہے اور مجاہدین اور افواج پاکستان کے درمیان جو رشتہ ہے اس کو توڑنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے عراق' ترکی' الجیریا کی فوج کو ختم کیا اب انکی نظر افواج پاکستان پر ہے جب تک عزم نہیں ہوگا اس وقت تک کوئی ہتھیار کام نہیں دے سکتا۔ آج حکمران کہتے ہیں کہ ہم تنہا ہو چکے تھے ہم تو **14** سو سال سے تنہا ہیں دنیا کے حکمران کبھی مسلمانوں کا ساتھ نہیں دے سکتے جہاد اور اسلام ساتھ ساتھ چلتے ہیں جبکہ سیاست انتشار پیدا کرتی ہے۔ جہاد متحد کرتا ہے اسکا عملی نمونہ واقعہ کارگل ہے جس پر پوری ملت یکجا ہو گئی تھی اور ملک میں کسی قسم کی فرقہ ورایت کی آگ نہیں بھڑکی۔ آج وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے فیصلے خود کریں اور امریکہ کی اجارہ داری قبول نہ کریں۔ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کیلئے اسامہ بن لادن ایک بہانہ بنایا ہے اسے تکلیف نظام اسلام سے اور قانون عدل سے ہے، اسے یہ تکلیف ہے کہ طالبان امریکہ' یہود و نصاریٰ کی بالا دستی قبول کیوں نہیں کرتے۔ یہاں کارگل میں بھی جو لوگ شہید ہوئے ہیں اور جنہوں نے ملک و ملت کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے یہ لوگ کون ہیں؟ شہدا غرباء کے بچے ہیں ان شہداء میں کسی کارخانے دار یا کسی جاگیر دار اور کسی سیاست دان کا بیٹا شامل نہیں' وہ لوگ تو ملک کو بیچنے والے ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ اتحاد قائم کریں جہاد کے میدان میں بھی اور اپنی صفوں میں بھی۔

عبدالرشید ترابی امیر جماعت اسلامی کشمیر میں مولانا سمیع الحق کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جہادی تنظیموں کو اور علمائے امت کو یہاں جمع کیا۔ آج مسلمانوں کے لئے ذلت سے نکلنے کا واحد راستہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جب کشمیری مجاہدین نے دیکھا کہ اگر روس جیسی سپر پاور کو شکست ہو سکتی ہے تو پھر بھارت کو بھی ہو سکتی ہے اور وہ جہاد اس کے سامنے کچھ بھی نہیں اسی جہاد کا نتیجہ ہے کہ پاکستان نیوکلئیر طاقت بنا' اس صدی میں برطانوی استعمار جہاد کیوجہ سے نیست و نابود ہوا۔ قیام پاکستان بھی جہاد ہی کی وجہ سے معرض وجود میں آیا اور اس میں علماء دیوبند کی بہت بڑی قربانی ہے۔ انشاء اللہ امت مسلمہ کا ایک ایک فرد اسامہ بن لادن بن کر سامنے آئے گا' اگر طالبان پر امریکہ نے حملہ کیا تو صرف ہم پاکستان میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں کوئی حکومت اور کوئی جماعت ایسی نہ ہو گی جو امریکہ کیخلاف علم جہاد بلند نہ کرے۔ کارگل میں اس موقع پر جہاد کے لئے جو فوجی پاکستان سے گئے تھے انہوں نے سب سے آگے رہتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور جس

وقت ملک کے حکمرانوں نے واپسی کا حکم دیا تو فوج کے بعض بریگیڈ کے سربراہوں نے اپنی کمپنی واپس بھیج دی لیکن خود واپس نہیں ہوئے کہ ہم تو شہادت کی نیت سے آئے تھے۔اب کس طرح واپسی کا ارادہ کریں۔

حامد میر ایڈیٹر اوصاف آج کی اس کانفرس میں کوئی روایتی تقریر نہیں کرنا چاہتا' دیکھئے جذباتی نعرے لگانا اور لفظوں سے کھیلنا بہت آسان ہے جذباتی تقاریر کرنا اور واہ واہ کروانا بہت آسان ہے آج میں معذرت کے ساتھ کچھ ایسی باتیں بھی کروں گا جس سے ہم سب کی اصلاح کا پہلو نکلتا ہے جس سے ہم سب اپنی خامیوں پر کچھ قابو پاسکیں اور یہ بہت ضروری ہے۔ حکومت نے اعلان واشنگٹن کے حوالے سے کارگل سے پسپائی اختیار کی لیکن مجاہدین نے پسپائی اختیار نہیں کی۔اصل صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت بھارتی ذرائع ابلاغ کی خبریں ہیں جن میں بھارتی فوجی ترجمان اور فوج کے اعلیٰ ذرائع یہ اعتراف کرتے ہیں کہ دراس مشکوہ اور بٹالک کے علاقوں میں جو اہم چوٹیاں ہیں اور اس پورے علاقے میں جو ایک اہم چوٹی ہے جسکو پوائنٹ 5/4 5/4 کہا جاتا ہے۔اس پر ابھی تک مجاہدین کا قبضہ ہے یہ درست ہے کہ کچھ چوٹیاں مجاہدین نے خالی کردی ہیں۔

علماء دیوبند کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں یہ جو اسامہ بن لادن نے سعودی عرب کی بادشاہت کے خلاف جو غیر اسلامی حکومت ہے اس غیر اسلامی حکومت کے خلاف جو علم بغاوت بلند کیا ہے یہ نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا موقف ہے اگر آپ ان کے خطبات کا مطالعہ کریں اور جمعیت علماء اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جو باتیں اسامہ بن لادن آج کر رہا ہے حضرت مدنیؒ 75 سال پہلے فرمایا کرتے تھے۔جب برطانوی فوج نے شریف مکہ کیساتھ ملکر ابن سعود کا خاندان ہے اس کے خلاف جنگ شروع کی اور برطانوی فوج سعودی سرزمین کے اندر گھسی مقامات مقدسہ کے اردگرد گولہ باری کی تو یہ کون تھے جنہوں نے اس پر احتجاج کیا یہ جمعیت علماء دوبند تھی جنہوں نے 1923ء میں دہلی میں اپنی مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں انکے خلاف قرارداد پاس کی تھی۔اسامہ بن لادن آج جو بات کرتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ مقامات مقدسہ سے غیر ملکی فوج کو واپس بلایا جائے یہ علماء دیوبند کا جو ایک پرانا موقف ہے یہ اسکی تائید ہے اور یہ موقف بادشاہتوں کیخلاف ہے آپ نیشنل ڈیموکریسی کیخلاف بات کریں ہم آپکے

ساتھ ہیں آپ شوشلزم کیخلاف بات کریں تو ہم آپکے ساتھ ہیں آپ جمہوریت کی بات کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

افغانستان اور اس خطے کے مسلمانوں کا تعلق آج کا نہیں سینکڑوں برس کا پرانا ہے' یہ حضرت شاہ ولی اللہؒ تھے جنکی ایماء پر احمد شاہ ابدالیؒ نے افغانستان سے حملہ کیا اور یہاں کے مسلمانوں کو ہندو اور مرہٹہ کے ظلم سے نجات دلائی۔ تو آج اگر ملا عمر مولانا سمیع الحق صاحب سے یہ کہتا ہے کہ اپنے مدرسے کے طلباء اور کارکنوں کو کو ہماری مدد کے لئے بھیجیں تو یہ اس احمد شاہ ابدالیؒ کے احسان کا قرضہ چکانے والی بات ہے یہ کام ضرور کرنا چاہیے۔ کچھ لوگ یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دینی مدارس دہشت گردوں کو پیدا کرتے ہے حالانکہ آج تک کبھی کسی دینی مدرسہ کا جو طالبعلم ہے کبھی کسی دینی مدرسہ کا طالب کسی ڈکیتی میں کسی چوری میں کسی کرپشن کے الزام میں گرفتار نہیں ہوا بلکہ جو لوگ اس ملک میں اربوں روپیہ لوٹ مار کرتے ہیں اس ملک میں ڈکیتیاں کرتے ہیں ان کا تعلق دینی مدارس سے نہیں ہے۔ ان کا تعلق ان اداروں سے ہے جن سے میں پڑھا ہوں۔ تو جو مسلمان ہے دینی مدرسہ ہو یا انگریزی مدرسہ ہو مسلمان کا ایمان نہیں ڈول سکتا یہ جو ہماری پاک فوج جوان جنہوں نے کارگل کے مقام پر کارنامے سر انجام دیئے یہ بھی ان اداروں سے پڑھے تھے جن سے میں پڑا ہوں۔ للذا امریکہ یہ فرق نہ کرے کہ یہ دینی مدرسہ ہے انگریزی مدرسہ ہے مسلمان مسلمان ہی رہے گا۔

مولانا سلطان محمود ضیاء ایڈیٹر الہلال : آج کا اجتماع اس عظیم قائد کے ورثا کا اجتماع ہے جن کا نام نامی اسم گرامی محمد رسول اللہؐ ہے جو خطرے کے وقت صحابہ سے پہلے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر مدینہ کا چکر لگاتے ہیں' اور ہاتھ میں تلوار لیکر مدینہ کا چکر لگاتے ہیں آج علما اکوڑہ خٹک کے اس مقام (دار العلوم حقانیہ) سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جہاں سے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اٹھ کر جہاد کا علم بلند کیا تھا۔ جس انگریز استعمار کیخلاف علماء دوبند نے تحریک اٹھائی تھی اور انگریز کو ملک سے نکالا تھا آج حضرت مولانا عبد الحقؒ اور حضرت مفتی محمودؒ کے جانشین بھی امریکہ کو ناکوں چنے چبوا کر چھوڑیں گے۔

کانفرنس میں ملک کی معروف جہادی تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی جن کے نام

یہ ہیں۔ حرکت المجاہدین، البدر، حزب المجاہدین، جمعیت المجاہدین، لشکرِ طیبہ۔

جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام تحفظ جہاد و مجاہدین کانفرس کا اعلامیہ

مجاہدین کی مختلف تنظیموں اور دینی جماعتوں کا یہ اجتماع اعلان واشنگٹن اور اعلان لاہور کو کلی طور پر مسترد کرتا ہے۔ کارگل اور کشمیر کے فاتح مجاہدین کو واپسی پر مجبور کر دینے سے پوری ملت مسلمہ بالخصوص پاکستانی غیور مسلمانوں کی عظمت و شوکت کو شدید دھچکا لگایا گیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی قربانی سے غداری کی گئی ہے۔

یہ اجلاس کنٹرول لائن کو تسلیم نہیں کرتا اور اسکے تسلیم کرنے والے جہاد کشمیر اور سالمیت پاکستان سے غداری کریں گے۔

یہ اجلاس مجاہدین کشمیر اور اس راہ میں شہادت کی خلعت پانے والے مجاہدین اور افواج پاکستان کے غیور سپاہیوں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور تمام تنظیموں اور جماعتوں سے اپیل کرتا ہے کہ ملک و ملت کی سالمیت کشمیر کی آزادی کیلئے مقدس جہاد جاری رکھیں سارے علماء و مشائخ اور دینی جماعتیں ان کے ساتھ ہیں۔

یہ اجلاس افغانستان میں قیام امن ملک کی وحدت و سالمیت اور نفاذ اسلام کیلئے بر سر پیکار طالبان کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور انہیں مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے یہ اجلاس طالبان کے خلاف اور پورے عالم کفر بالخصوص امریکہ کی سازشوں ریشہ دوانیوں غوغا آرائیوں کی پرزور مذمت کرتا ہے اور امریکہ کو وارننگ دیتا ہے کہ افغانستان پر ادنیٰ سی جارحیت کو بھی وہ پوری ملت اور پاکستان پر حملہ سمجھتا ہے اور ہمارا عہد ہے کہ امریکہ کا اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائیگا، افغانستان پر اور حملے کی صورت میں ہم پوری دنیا میں امریکہ اور امریکی مفادات پر کاری ضرب لگانا مقدس جہاد سمجھتے ہیں۔

یہ اجلاس افغانستان پاکستان اور کشمیر میں خصوصاً اور عالم اسلام میں عموماً امریکیوں کی یکطرفہ غیر منصفانہ مداخلت اور پالیسیوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام یہ اجلاس امریکہ اور اسکی پالیسیوں کے بارے میں سرنگوں ہونے کی پالیسی پر

حکمرانوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے یہ اجلاس افغانستان اور کشمیر کے جہاد کو خون خرابہ کہنے پر وزیراعظم پاکستان نواز شریف کی شدید زمت کرتا ہے اور اسے جہاد سے بغاوت اور جہاد کی توہین قرار دیتا ہے۔ یہ اجلاس تمام دینی جماعتوں اور لیڈروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ہرگز کسی ایسی سیاسی جماعت سے اتحاد نہ کریں جو طالبان اور کشمیری مجاہدین کی حمایت نہیں کرتیں۔ یہ اجلاس حکومت کو وارننگ دیتی ہے کہ سی ٹی بی ٹی اور اس قسم کے معاہدوں پر دستخط کرنے سے گریز کرے۔

○ ○ ○

بقیہ ص۵۲

کرنے والے کو پہچانا جاتا ہو۔ اور یہ کہ وہ عادل ہونے کیساتھ ساتھ اس طرح بیان دے کہ میں نے قاضی یا علماء کا فیصلہ سنا ہے اور یا میں نے منادی سنی ہے یا میں نے مشاہدہ کیا ہے اور یا یہ کہ یہاں متفقہ طور پر عید ہوئی اور میں خود نماز عید پڑھ کر آیا ہوں۔ اور یہ بھی شرط ہوگی کہ ان متعدد ٹیلیفون سے اس خبر کے صدق کا غلبہ ء ظن آجائے۔ اور ایسی خبر کو خبر مستفیض کہا جاتا ہے۔ اور یاد رہے کہ یہ ضابطہ اور طریقہ اس کے لئے ہے کہ ایک علاقہ اور ملک کے قاضی کا حکم دوسرے ملک اور علاقہ کے قاضی کے ہاں ثابت ہو جائے۔ اور خود قاضی کے حدود ولایت میں قاضی کا حکم ثبوت میں خبر مستفیض وغیرہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ خبر واحد اور ایسی امارات وعلامات جن سے ثبوت ہلال کا غلبہ ء ظن آجائے۔ پر اکتفا کیا جاویگا۔

(تنبیہ) خبر مستفیض کیلئے کوئی عدد متعین نہیں ہے بلکہ جتنی اخبار سے بھی حاکم کو غلبہ ء ظن متحقق ہو جائے وہ خبر مستفیض ہے۔ اور خبر مستفیض میں شھادہ علی القضاء یا شھادہ علی الشھادہ بھی ضروری نہیں اور نہ ہی مختلف شہروں سے خبروں کا آنا اسمیں شرط ہے بلکہ صرف ایک شہر سے ثبوت ہلال کی خبر مستفیض کافی ہے۔

○☆○☆○☆○☆○

جناب مدیر الحق صاحب کا نیا ٹیلیفون نمبر 0923-630244 ہے۔

افکار و تاثرات

قارئین بنام مدیر

عزیز القدر حافظ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اگست 1999 کے الحق میں حضرت مولانا عبداللہ کاکا خیل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر آپ نے اظہار غم کا حق ادا کر دیا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک ایسی شخصیت تھے جن میں فضل و کمال اور علم کی بے شمار خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ حق تعالیٰ سے محال نہیں کہ وہ کسی فرد واحد کو جامع کمالات بنا دے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

لیس من اللہ بمستکر ان یجمع العالم فی واحد

دینی اور علمی حلقوں میں ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے مدتوں تک اس کا پر ہونا محال نظر آتا ہے۔

دعا ہے وہ ذات رحیم و کریم حضرت کاکا خیلؒ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان نیز حبیب خاص حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام شریک غم طالب ہاشمی غفرلہ'۔ لاہور

مکرمی جناب مولانا راشد الحق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور آپکی نیک دعاؤں اور فقیہ ملت مفتی نظام الدین شامزئی کی زیر سرپرستی ادارہ الہلال کی طرف سے شائع ہونے والا ہفت روزہ الہلال روز افزوں ترقی پزیر ہے اور 14 اگست کو ہفت روزہ الہلال اپنی عمر کا ایک سال مکمل کر رہا ہے اس موقع پر ادارہ الہلال آپکو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور یہ سفر انشاء اللہ جاری رہے گا۔ اس موقع پر گزارش یہ ہے کہ آپ اپنے زور قلم کو الہلال کے پلیٹ فارم سے استعمال کر کے قلمی جہاد میں حصہ لیں اور الہلال کیلئے مستقل تحریرات بھیج کر امت مسلمہ کو فائدہ پہنچائیں۔ الہلال اردو اور عربی میں الحمدللہ مسلسل شائع ہو رہا ہے جسمیں آپ مستقل سلسلے کیساتھ مضمون شروع فرمائیں کیونکہ قارئین کی طرف سے آپ جیسے صاحب قلم اور اکابرین کی تحریرات کا پرزور اصرار کیا جارہا ہے امید ہے کہ مایوس نہیں کریں گے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء

سلطان محمود ضیاء (ایڈیٹر ہفت روزہ الہلال اسلام آباد)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

عرض خدمت ہے کے "الحق" میں اکیسویں صدی کے حوالے سے خصوصی اشاعت کے اہتمام کے متعلق پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ کرے یہ "خصوصی شمارہ" امت مسلمہ کے لئے اکیسویں صدی میں مشعل راہ کا کام دے۔

جناب عالی! "اکیسویں صدی میں جدید تعلیم کا حصول اور شرح خواندگی میں اضافہ ناگزیر ہے"۔ کے دیئے گئے عنوان کے تحت انشاء اللہ میں بھی ایک مضمون لکھ کر ارسال خدمت کروں گا۔ مضمون اللہ کے فضل سے معیاری ہوگا، امید ہے حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ غلبہ اسلام کی تمام کوششوں کو بار آور فرمائے۔ آمین۔

والسلام احمد دین حداد' اٹک

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی بخیر

الحق کی وساطت سے معلوم ہوا کہ جناب نے تحریک و تجویز پیش کی ہے کہ سالانہ تعطیلات (دینی مدارس) شعبان / رمضان سے جون' جولائی کو منتقل کر دی جائیں، تجویز معقول اور عمدہ ہے ماہ رمضان بابرکت و عظیم اگر تعلیم کی مشغولیت میں گزرے اور ماہ جون / جولائی اگر مدارس سے چھٹی ہو اور جہاد کی تربیت میں گزرے تو بہت ہی سہل و مناسب ہو جائے نیز یہ بھی کہ اساتذہ و طلباء اگر گرمیوں کی چھٹیوں میں تبلیغی جماعت میں وقت لگائیں تو اس موقع پر سکول و کالج کے طالبہ بھی اور اساتذہ بھی وقت لگا رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ اختلاط بہت ہی عمدہ اور مناسب ہے۔ ماہ رمضان میں طلباء اپنی مادر علمی میں موجود ہوں تو تعلیم کم اور تزکیہ پر زیادہ توجہ دیجائے تو مقاصد بعثت رسول میں سے ایک مقصد تزکیہ ہے وہ بھی پورا ہو جائے، گرمیوں میں رات کے اختصار کیوجہ سے مطالع کم اور دن کی طوالت کیوجہ نظم و نسق پر کنٹرول کی محنت زیادہ کرنا پڑتی ہے۔ بہر حال میں اور میرے رفقاء اس تجویز کی موئد ہیں۔ حضرت قائد ملت اسلامیہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

والسلام

حسین احمد قریشی

۱۔ کنوینر پاکستان شریعت کونسل، ضلع اٹک۔ ۲۔ بانی و مدیر الصحابہ اکیڈمی بھوئی گاڑ۔

دار العلوم کے شب و روز

جناب شفیق الدین فاروقی صاحب

دار العلوم کے شش ماہی امتحانات اور ہنگامی تعطیلات　ماہ رواں میں دار العلوم کے شش ماہی امتحانات کا انعقاد ہوا۔ دار العلوم کے تمام درجات کے طلباء ایوان شریعت کے وسیع و عریض ہال میں جمع ہوئے۔ اس بار دار العلوم کا شش ماہی امتحان صرف دو دن رہا۔ اور صبح شام طلباء نے پرچے دیئے۔ امتحان میں اختصار کی وجہ دار العلوم کے طلبا کی افغانستان روانگی کے پیش نظر ہوئی جس کی اپیل امیر المومنین ملا محمد عمر مدظلہ نے حضرت مہتمم صاحب سے کی تھی۔ امتحانات تمام اساتذہ کی موجودگی میں کڑی نگرانی کے تحت ہوئے۔

بنوریؒ ٹاؤن کے مہتمم مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ کی دار العلوم میں تشریف آوری گزشتہ ہفتے پاکستان کے مشہور و معروف دینی درس گاہ کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب دار العلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم مدظلہ کیساتھ انکی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور مختلف حالات پر تبادلہ خیال کیا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے انکے ساتھ بنوری ٹاؤن کے جید عالم دین اور جلیل القدر استاد مولانا محمد ولی درویش کی رحلت پر ان سے تعزیت کی۔ اور انکی وفات کو بہت بڑا خلا قرار دیا۔ ڈاکٹر صاحب مدظلہ کیساتھ بنوری ٹاؤن کے فضلاء و علماء بھی تشریف لائے تھے۔

سابق صدر پاکستان اور ملت پارٹی کے سربراہ جناب فاروق خان لغاری کی تشریف آوری　گزشتہ ہفتے سابق صدر پاکستان جناب فاروق خان لغاری اپنے ساتھیوں سمیت دار العلوم تشریف لائے۔ اور دار العلوم کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ بعد میں جناب لغاری صاحب نے طلباء اور علماء کی طرف سے دیئے گئے عصرانے میں شرکت کی۔ اور ملکی سیاسی ابتر صورت حال پر تبادلہ خیال فرمایا۔ اس موقع پر نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ آپکے ساتھ تھے۔ جناب لغاری صاحب کا یہ دورہ اچانک تھا۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اس موقع پر موجود نہیں تھے

آپ جمعیت علماء اسلام کے مختلف دور دراز علاقوں میں منعقد جلسوں میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ اس سے قبل بھی جناب فاروق خان لغاری صاحب دار العلوم بحثیت صدر پاکستان تشریف لا چکے ہیں۔ انہیں دار العلوم اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کیساتھ خصوصی تعلق اور علاقہ ہے۔

<u>سپاہ صحابہ کے جرنیل جناب مولانا اعظم طارق مدظلہ کی دار لعلوم میں آمد</u> 16 اگست کو مولانا اعظم طارق صاحب دار العلوم میں اپنے ساتھیوں اور پارٹی لیڈروں سمیت تشریف لائے۔ مولانا کا رہائی کے بعد صوبہ سرحد کا یہ پہلا دروہ تھا۔ اور انہوں نے اپنے کارکنوں سمیت دار لعلوم کی جامع مسجد میں نماز ظہر پڑھی اور خطاب بھی فرمایابعد میں آپ نے عصرانے میں شرکت کی اور طلباء و علماء سے تفصیلی تبادلہ خیال فرمایا۔

<u>بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کی ایجنسیوں کے نمائندوں کی دار العلوم میں آمد</u> گزشتہ دنوں دار العلوم کو مختلف عالمی پریس ایجنسیوں کے نمائندے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے دار لعلوم تشریف لائے اور انہوں نے ان کی رہائش گاہ پر حضرت مولانا صاحب مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیے ان میں سر فہرست عالمی نیوز ایجنسی "رائٹر" کے نمائندے تھے۔ اسی طرح بین الاقوامی قدیم ترین نیوز ایجنسی ایسوسیئیٹ (Associated Press) بیورو چیف مشہور و معروف صحافیہ Kathy Gannon بھی پاکستانی صحافیوں کیساتھ تشریف لائی تھیں۔ ان تمام نمائندوں نے حضرت مہتمم مدظلہ کے ساتھ پاکستان اور افغانستان کی سیاسی صورت حال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا اور جمعیت علماء اسلام کے امریکہ کے خلاف بڑھتے ہوئے دباؤ کے بارے میں کئی سوالات کئے ۔ اور تحریک طالبان اور عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کے بارے میں انہوں نے کافی جانکاری کی۔ حضرت مہتمم مدظلہ صاحب نے انہیں تفصیل کے ساتھ امریکہ کی متوقع جارحیت اور عالمی قوتوں کی طالبان کش سرگرمیوں اور اسامہ بن لادن کے مبنی بر حق موقف کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔ اور پاکستانی حکمرانوں کے سیاہ کرتوتوں پر سے پردہ اٹھایا۔

☆ ☆ ☆ ☆

بریگیڈیر ڈاکٹر قاری فیوض الرحمان'
ابو طیب' مولانا محمد ابراہیم فانی
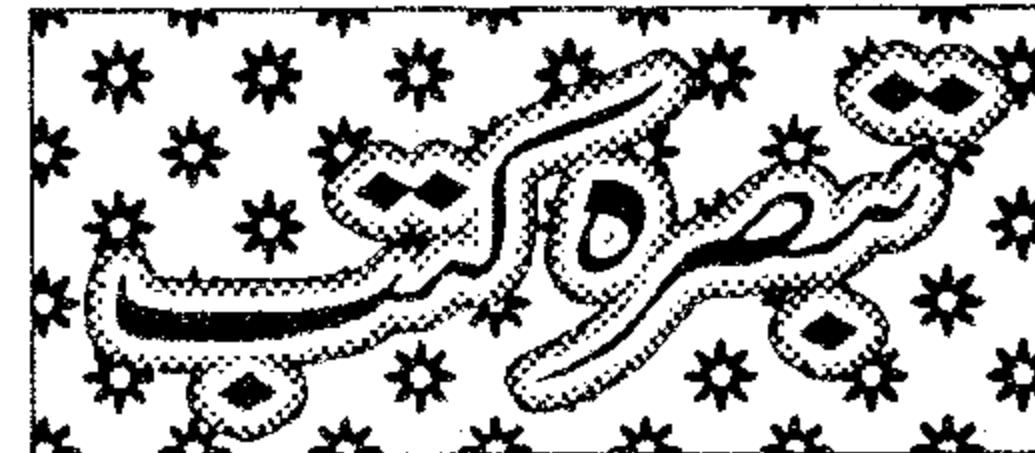
کتاب : شفاء الغلیل قصائد الجمیل مع قصد السبیل

مصنف : علامہ سید عبد الجمیل بن العلامہ عبد الجلیل

ضخامت : 106 صفحات۔　ناشر : علامہ سید عبد الجمیل بن العلامہ عبد الجلیل

یہ دراصل علامہ سید عبد الجمیل بن العلامہ عبد الجلیل یوسف آباد عمر زئی چارسدہ کا عربی دیوان ہے۔ دیوان کے شروع میں مصف ہی کے قلم سے ایک مقدمہ اور خود ان کا سوانحی تذکرہ بھی عربی زبان میں تحریر ہے۔ آخر میں مشکل الفاظ کی شرح بھی ہے۔ علمائے سرحد میں علامہ موصوف تیسرے عالم دین ہیں جن کا ایک سو چھ صفحات میں "دیوان عربی" چھپ کر منظر عام پر آیا ہے۔ پہلا دیوان راقم الحروف کی سعی سے دیر کے ایک بزرگ اور مدرس عالم دین مولانا نقیب احمد بن شریف احمد کا دیوان کئی سال پہلے "دیوان نقیب احمد" کے نام سے لاہور سے چھپ کر تحسین حاصل کر چکا ہے۔ دوسرا بڑا دیوان مولانا موصوف کے استاد محدث العصر علامہ سید محمد یوسف البنوری کا بنام "قصائد البنوریہ" منظر عام پر آچکا ہے۔

اس دیوان میں مدحیہ قصائد بھی ہیں مراثی بھی' حمد و نعت بھی ہے اور تہنیئت بھی۔ یہ بڑا ہی پیارا عربی دیوان ہے۔ علمائے کرام اور طلبہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مولانا کے گھر کے پتہ پر دستیاب ہے اس کی اشاعت کے سلسلہ میں بھی راقم الحروف کی کوششیں شامل ہیں۔

قارئین "الحق" ایک تیسرے دیوان عربی "فیوض اللطافۃ" کی خوشخبری سے بھی یقیناً خوش ہونگے یہ مولانا لطافت الرحمان صاحب سواتی کا عربی دیوان ہے جو جلد ہی راقم الحروف کی ترتیب سے منظر عام پر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں کی کوششوں کو بارآور بنائیں اور طبقہ ء علماء کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق بخشیں۔ امین ——————— 'قاری فیوض الرحمان'

کتاب۔ آخری کمانڈر ان چیف مصنف۔ لفٹیننٹ جنرل گل حسن خان

قیمت۔۳۲۰ ضخامت۔ ۵۰۰ ناشر۔ دوست پبلیکیشنز' خیابان سہر وردی اسلام آباد

زیر نظر کتاب لفٹیننٹ جنرل گل حسن خان کی انگریزی خود نوشت سوانح حیات (Memoies) کا اردو ترجمہ ہے جو 1999ء کے وسط میں شائع ہو کر بازار میں آئی ہے۔ کتاب کا پھیلاؤ تقریباً نصف صدی سے زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ اور چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں مصنف کی ابتدائی زندگی اور دوسری جنگ عظیم کے واقعات کا ذکر ہے جنکا تجربہ مصنف کو بطو جونیئر آفسر اور بعد میں جنرل ولیم سلم کے اے ڈی سی کے طور پر برما کے محاذ پر ہوا۔ اسی حصے کے آخری صفحات میں میجر گل حسن خان کی قائداعظم محمد علی جناح کے پہلے اے ڈی سی کے طور پر تعنیاتی بعض بے حد دلچسپ تفاصیل اپنے اندر لئے ہوئے ہے جن کا ذکر کہیں اور شاید ہی ملے۔ دوسرا باب ایوب خان کے دور حکومت اور 65 کی جنگ کے واقعات کا بے لاگ تبصرہ ہے جو مصنف نے ڈائریکٹر ملٹری آپریشنز کی حیثیت میں دیکھے۔ تیسرا باب جنرل یحییٰ خان کے مارشل لاء۔ 71ء کی جنگ اور سقوط مشرقی پاکستان کی تفصیلات کے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جن سے جنرل گل حسن خان کا تعلق بطور چیف آف جنرل شاف براہ راست رہا۔ یحییٰ خان کے مارشل لاء اور 71 کی جنگ کا تجزیہ جس سچائی اور بغیر لگی لپٹی کیا گیا ہے۔ وہ قابل داد ہے اسمیں مصنف نے اپنے آپ کو بھی نہیں بخشا اور بلا جھجھک اپنے حصے کا الزام اپنے سر لیا ہے۔ چوتھا اور آخری باب مصنف کے کمانڈر ان چیف بنائے جانے اور تقریباً 12 ماہ بعد برطرف کئے جانے اور ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت اور اسکے طرز حکومت کا ذکر بے حد دلچسپ انداز میں کیا ہے جس سے بھٹو کی پر پیچ شخصیت کھلکر سامنے آجاتی ہے۔

زیر نظر کتاب گو ایک ذاتی تحریر ہے۔ مگر بعض واقعات کی تفصیلات کے تذکرے اس قدر حیران کن اور آنکھیں کھول دینے والے ہیں کہ ایک عام قاری جس کی رسائی اندرون خانہ حالات واقعات تک نہیں ہوتی پڑھ کر ششدر رہ جاتا ہے ایسی کتابیں ایک مسلّم تاریخی اہمیت رکھتی ہیں اور کسی شخصیت زمانے یا واقعے سے متعلق حقائق کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے میں مستقبل کے محقق کی مدد کرتی ہیں۔

کتاب دلچسپ واقعات کا مرقعہ ہے۔ جو فوجی پس منظر رکھنے والوں کے لئے خصوصاً اور غیر فوجی قارئین کے لئے بھی ایک دلچسپ مطالعہ ہے۔ انگریزی الفاظ اور انگریزی مخفف الفاظ کی تکرار بعض اوقات قاری کو ناگوار گزرتی ہے مگر فوجی اصطلاحات کو سمجھنے کے لئے متبادل الفاظ کی غیر موجودگی ایک ایسی مجبوری ہے جس سے صرف نظر شاید نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مصنف کا لطیف حس مزاح اور نکتہ سنج طنز قابل داد ہے۔ ------------------------"ابو طیب"

مقالات افغانی۔ محقق عصر علامہ شمس الحق صاحب افغانیؒ

مرتب۔ مولانا عبد الغنی صاحب مدظلہ ضخامت۔ ۲۰۲ صفحات

قیمت۔۔۱۲۰ روپے ناشر۔ مکتبہ سید شمس الحق افغانی شاہی بازار بہاولپور

محقق عصر فیلسوف اسلام شمس العلوم والمعارف علامہ شمس الحق صاحب افغانی قدس سرہ کی عبقری شخصیت محتاج تعارف نہیں علمی دنیا میں آپکی ہمالہ جیسی قد آور ہستی ماضی، قریب میں کم ہی ملتی ہے۔ کافی عرصے سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ آپکے علوم و معارف یکجا کئے جائیں تاکہ ان جواہرپاروں سے استفادہ عام ہو سکے۔ الحمد للہ یہ قرعہ فال مولانا عبد الغنی صاحب مدظلہ کے نام نکلا۔ آپ نے مختصر عرصے میں علامہ افغانیؒ کے افادات پر مشتمل کئی کتابیں مرتب کیں۔ جن میں خطبات افغانی دروس القرآن الحکیم جلد اول اور دوئم کے نام سے طبع ہو چکی ہیں اور بقول ان کے سورہ بقرہ کے چار رکوع کی تفسیر گیارہ جلدوں پر محیط ہو گی۔

زیر تبصرہ کتاب میں علامہ افغانیؒ کے وہ مضامین اور مقالات ہیں جو کہ مختلف اوقات میں مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوئے ہیں۔ مرتب نے ان میں سے اسی جلد اول میں ۶ مقالات کا انتخاب کیا ہے پہلا مقالہ لوہے اور قوت کی اہمیت اسلام کی نظر میں دوسرا مقالہ سیرت نبوی اور مستشرقین تیسرا مقالہ شراب نوشی کا مالی نقصان کا قرآنی حل چوتھا مقالہ اسلام دین فطرت ہے پانچواں مقالہ ترقی اور اسلام چھٹا مقالہ جہاد اور اسلام۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتب کو اسطرح حضرت افغانیؒ کے معارف عام کرنے کی مزید توفیق ارزانی فرمائے۔ ------------------------ مولانا محمد ابراہیم فانی